THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, September 21, 1994

(53rd Session)

Volume VI Contains No. 1—11

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran 1-2
2. Points of Orders ;
   (i) *Re* : shelling and lathi-charge on a procession in N.W.F.P. .... 2—6
   (ii) *Re* : Ruling out a privilege motion in admissible by the Senate Secretariat .... 6—16
3. Adjournment Motion : *Re* : the Law and Order situation with reference to 'Tarik-e-Nijat' .... 16—56

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, September 21, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا
غليظ القلب لا نفضو ا من حولك فاعف
عنهم واستغفر لهم و شاورهم فى الامر
فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب
المتوكلينO

ترجمہ، (اے پیغمبر) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم اِن لوگوں کے لئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گردو پیش سے چھٹ جاتے۔ اِن کے قصور معاف کر دو، اِن کے حق میں دُعائے مغفرت کرو، اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ

کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔

POINT OF ORDERS

i) RE: SHELLING AND LATHI-CHARGE ON A PROCESSION IN N.W.F.P

جناب قائم مقام چیئرمین۔ الیاس بلور آن اے پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب والا میں اس ہاؤس کی توجہ کل کے واقعات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کل پشاور میں ایک پرامن جلوس جس کی قیادت بیگم نسیم ولی خان مادر پختون، بیگم ولی خان.......

سید مسعود کوثر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ The man is on point of order.-

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب چیئرمین! سابقہ گورنر، سابقہ منسٹرز جس جلوس کی قیادت کر رہے تھے اس جلوس کے اوپر ناجائز لاٹھی چارج اور شیلنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ بیگم نسیم ولی خان کو ہسپتال لے جانا پڑا اور دو گھنٹے تک ان کو ہوش نہیں آیا۔ یہی جمہوریت ہے ان کی، یہ نازی ازم، ہٹلر بھی منتخب تھا یہ اسی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ یہ نازی ازم پھر لانا چاہتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لاٹھیوں اور گولیوں سے گھبرا جائیں گے۔ ہم نہیں گھبرائیں گے۔ ہم ان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ بھر لیں جیلیں، جتنی جیلیں آپ کے پاس ہیں وہ کم ہو جائیں گی۔ میں آپ کو دعوٰی سے کہتا ہوں کہ آپ کو لوگوں کو پرائم منسٹر ہاؤس میں رکھنا پڑے گا آپ لوگوں کو جیلوں میں نہیں بھر سکیں گے۔ جناب والا یہ بہت ناجائز کر رہے ہیں کل راولپنڈی میں جو کچھ ہوا ہے وہ بھی زیادتی ہے------

(مداخلت)

جناب الیاس احمد بلور۔ I am on a point of order. They can speak latter on .-

یہ جو ہو رہا ہے یہ جمہوریت کے قاتل ہیں اندر سے۔ یہ پھر روئیں گے اور ویسے ہی روئیں گے جیسے ان کا باپ روتا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بیرسٹر مسعود کوثر۔

سید مسعود کوثر۔ جناب والا میں انتہائی ادب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کو چلانے کے لئے آئین کے تحت رولز بنے ہیں اور ہر معاملے کے لئے خاص قاعدے طریقے سے اس کو لایا جا سکتا ہے اگر اس قسم کی کوئی بات یہ کرنا چاہتے ہیں اس کا بھی ایک طریقہ ہے یہ تحریک التواء دے دیتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ وہ دے دیں گے۔

سید مسعود کوثر۔ یہ دے دیتے لیکن اب چونکہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ایسی بات کہی ہے جس کی clarification کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات نہیں کر سکتے تھے۔ جناب والا ہمیں بھی information پشاور اور صوبہ سرحد سے ملی ہے۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے جس طرح کہ پاکستان کی ....

سید محمد فضل آغا۔ جناب والا اب یہ پوائنٹ آف آرڈر پر وہی بات کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے ان کو منع کر رہے تھے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آغا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید مسعود کوثر۔ میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں۔ جو بات انہوں نے کہی میں اس بات کو درست کرنا چاہتا ہوں۔ He is interrupting me . یہ خوامخواہ مداخلت کر رہے ہیں اور جناب والا.......

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آغا صاحب میں آپ کو ٹائم دوں گا آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو میں فلور دوں گا۔

(مداخلت)

سید مسعود کوثر۔ کل کی ہڑتال قطعاً ناکام تھی۔ زبردستی دکانیں بند کرائی گئی تھیں کوہاٹ سے مجھے اطلاع ملی ہے' پشاور سے مجھے اطلاع ملی ہے.......

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ سب بیٹھیں۔

سید مسعود کوثر۔ اور جن لوگوں نے قانون شکنی کی ہے ان کو قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ سب تشریف رکھیں۔

سید مسعود کوثر۔ People have rejected them جو لوگ آج جیلیں بھرنے کی بات کر رہے ہیں ......

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بلور صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید مسعود کوثر۔ جو لوگ جیلیں بھرنے کی بات کر رہے ہیں۔

جناب الیاس احمد بلور۔ پہلے ان کو بٹھائیں پھر میں بیٹھوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں میں پھر ان کو بٹھاؤں گا۔

سید مسعود کوثر۔ جو لوگ جمہوریت کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں بیرسٹر صاحب۔

سید مسعود کوثر۔ جو لوگ جمہوریت کی بات کر رہے ہیں یہ تو جناب والا مارشل لاء کے زمانے میں مارشل لاء کے ساتھی تھے۔ یہ تو آمریت کے ساتھی رہے ہیں۔ انہوں نے تو آمریت کا ساتھ دے کر وہ قوتیں جو جمہوریت کے لئے کوشاں تھیں ان کے ساتھ غداری کی ہے۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے لئے لڑ رہے ہیں اور اس لئے ....

(مداخلت)

جناب الیاس احمد بلور۔ یہ خود سب سے بڑے مارشل لاء کے ساتھی رہے ہیں۔ یہ خود آمریت کی پیداوار ہیں ....

جناب قائم مقام چیئرمین۔ دونوں تشریف رکھیں۔ دیکھیں آپ اگر ہاؤس میں اس طرح بات کرتے رہیں گے تو I will have to adjourn the House. بلور صاحب آپ تشریف رکھیں، الیاس بلور صاحب آپ تشریف رکھیں بیٹھ جائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ دیکھئے جناب اگر یہ باتیں آپ نے کرنی ہیں اور اس طرح آپ نے اس اچھی فضا کو مکدر کرنا ہے تو میں مجبور ہو جاؤں گا کہ میں ہاؤس کو چند لمحوں کے لئے adjourn کر دوں۔ آپ صاحبان تشریف رکھیں ، بلور صاحب cross talk تو نہ کریں، آپ مجھ سے بات کریں بلور صاحب ۔ بیرسٹر صاحب آپ تشریف رکھیں دیکھیں مجھے مجبور نہ کریں مہربانی کریں اس ہاؤس کے بڑے آداب ہیں، یہاں آپ نے ہمیشہ آداب کو ملحوظ رکھا ہے۔

سید مسعود کوثر۔ جناب والا انہوں نے ایک الزام لگایا ہے ، اس الزام کا جواب میں دے رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ یہاں پر آپ نے اچھی روایات قائم کی ہیں۔ اس ہاؤس کو آپ نے نہایت احسن طریقے سے چلایا ہے، آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟

سید مسعود کوثر۔ جناب یہ الزامات لگا رہے ہیں اور ہمیں جواب دینے کی اجازت نہیں دے رہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ آپ تشریف رکھیں ،سب تشریف رکھیں۔

سید مسعود کوثر۔ یہ الزام لگا رہے ہیں ہم جواب تو دیں کم از کم۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ مسعود کوثر صاحب، آپ تشریف رکھیں ،سب تشریف رکھیں کیا ہو گیا ہے، آپ بیٹھیں اگر نہیں بیٹھتے تو---.The House is adjourned for ten miniutes۔

(اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی دس منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب حافظ صاحب

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب میں آپ کو واک آؤٹ ختم کرنے پر مبارکباد دیتا

ہوں اور یہ پہلا موقع ہے کہ ہمارے چیئرمین صاحب واک آؤٹ کرکے چلے گئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں نے ہاؤس adjourn کیا تھا۔ واک آؤٹ کرکے نہیں گیا تھا۔

حافظ حسین احمد۔ میں سمجھا غصے میں آپ نے کچھ جملے بھی کہے تھے۔ کیسے پاگلوں سے واسطہ پڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ غصے میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیسے پاگلوں سے واسطہ پڑا ہے ۔آپ ہمارے چیئرمین ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں بالکل غصے میں نہیں تھا۔ نہ مجھے اتنے اچھے ہاؤس میں اچھے لوگوں میں جہاں اتنے ذہین لوگ بیٹھے ہوں غصہ آ سکتا ہے۔ وہاں مجھے غصہ کیوں آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی یہاں سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ شیخ صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر

ii - Re: Rulinig Out a Privilege Motion In Admissible By The Senate Sectt.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس کا تعلق ہاؤس کے دونوں طرف ہمارے جو صاحب بیٹھے ہیں ان سب سے ہے۔ جناب چیئرمین مسئلہ یہ ہے کہ ۲۰ اگست کو چار سینیٹرز پریذیڈنٹ ہاؤس گئے۔ تو ان کی جسمانی تلاشی ہوئی۔ They were searched bodily ہم نے اسی وقت protest lodge کیا۔ اور بعد میں سینٹ کو ایک complaint دی اور ایک پریویلج موشن دیا۔ ہمیں سینٹ سے پریویلج موشن کا جو جواب ملا ہے۔ وہ یہ ہے

that the Chairman and Senators may be pleased to hold the privilege motion to be inadmissible under rule so and so under the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

وہ رُول میں نے examine کیا تو اس میں لکھا ہے۔ The intervention of the Senate is not required. Now my humble submission is that اگر ایسا سینیٹرز کے ساتھ ہو۔ تو میں صرف آپ کو یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم spaer parts ایسوسی ایشن میں جائیں یا vegitable sellers کے پاس جائیں گے ایک واقعہ ہوا ہے۔ سینٹ کو ہم نے inform کیا ہے۔

پریولیج کا موشن move کیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام چیئرمین۔ وہ ختم کرلیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین میں عرض کروں۔ یہ واقعہ آج میرے ساتھ ہوا ہے یا پانچ سینیٹرز کے ساتھ ہوا ہے۔ کل کسی اور کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

It is the question of the privilege of the Senators . Now, therefore, I put this before you for your attention that this reply was not called for from the Senate and in protest thereof. Sir, all five Senators who were subjected to this sort of treatment would stage a walk out from the House.....

(اس مرحلے پر اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ۔)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب گچکی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر

جناب منظور احمد گچکی۔ پوائنٹ آف آرڈر' جناب چیئرمین مجھے آج صبح کے واقعہ پر بڑا افسوس ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس ہاؤس میں تقریباً ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں میں نے پہلی دفعہ یہاں تماشا اور کرتب دیکھے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم جمہوریت کے بڑے دعویدار ہیں اور ہم میں سننے کی تاب نہیں ہے۔ ہم جمہوریت کے بڑے چیمپئن بنتے ہیں لیکن ہم ایک دوسرے کی باتوں کو برداشت نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین! میں ہاؤس کے دونوں جانب بیٹھے ہوئے ارکان سے یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے سینٹ کے اس رتبے اور اس کے احترام کو اسی طریقہ سے برقرار رکھا جائے جو کہ پہلے سے ہے اور جو کہ دنیا میں مہذب دنیا میں' اسمبلیوں کی روایات ہوتی ہیں جناب چیئرمین ! آج جو کچھ ہوا ' یہ کوئی اچھے نام سے نہیں پکارا جائے گا۔ چونکہ ہماری ایک روایت رہی ہے بلکہ ملک میں اور ملک سے باہر بھی یہ کہا جاتا رہا ہے کہ پاکستان میں سینٹ کی debate کا ایک سٹینڈرڈ ہے اور decorum کا ایک سٹینڈرڈ ہے۔ لیکن آج جو ہم نے دیکھا ہے' یہ بہت ہی قابل افسوس واقعہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایوان کے دونوں جانب سے لوگ اس بات کو محسوس کریں گے اور کبھی بھی کسی

کی debate میں جو کوئی نکتہ اٹھاتا ہے ' جب تک کہ وہ ختم نہ کرے ' اس وقت تک اس کو interrupt کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ میری یہ گزارش ہے کہ کم از کم اس ہاؤس میں اس روایت کو برقرار رکھا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ گچکی صاحب بہت بہت شکریہ۔ آپ کا ہر لفظ جو ہے اپنی جگہ پر نہایت ہی عمدہ ہے۔ اور اس میں ایک education ہے۔ اس ہاؤس ' جس نے اپنی روایات برقرار رکھی ہوئی ہیں اور اپنا تقدس بھی بحال رکھا ہوا ہے 'اور وقار بھی بلند رکھا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ ' ہمارے دونوں طرف کے سب حضرات اس کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور اس ہاؤس کو اچھا چلائیں گے۔ میں اب میاں رضا ربانی صاحب اور بیرسٹر مسعود کوثر صاحب سے گزارش کروں گا کہ تکلیف کرکے ذرا ان کو منا لائیں۔-----

سید مسعود کوثر ۔ جناب چیئرمین! ایک سیکنڈ سن لیں۔ ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بدقسمتی سے یہ ایک نئی روایت قائم ہوئی ہے۔ جناب کہ' سینٹ کے چیئرمین کی ایک رولنگ یا ان کے فیصلے کے خلاف واک آؤٹ ہوا ہے۔ بہتر یہ تھا کہ اگر کوئی ایسی صورتحال تھی تو وہ چیئرمین صاحب کے چیمبر میں جاتے ان سے بات چیت کرتے اور جو ان کی غلط فہمی ہے وہ شاید دور ہو جاتی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ مجھے بھی یہی کہنا تھا

سید مسعود کوثر۔ دوسری میری عرض یہ ہے کہ problem کہاں شروع ہوتا ہے۔ پرابلم یوں شروع ہوتا ہے کہ جب پہلا شخص غلطی کرے اور اس کو آپ وہیں پر نہ روکیں تو پھر غلطی کے بعد غلطی ہوتی جائے گی۔ جناب والا میں یہ بار بار آپ کی خدمت میں عرض کرتا رہا ہوں کہ یہ رولز جو ہیں یہ آئین کے تحت بنے ہیں۔ اور آپ اور ہم سب نے oath لیا ہے کہ ہم اس ہاؤس کو ان رولز کے مطابق چلائیں گے۔ اگر کوئی adjournment یا کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو اس کے لئے طریقہ کار ہے۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر جناب والا! ایسے متنازعہ معاملات کو نہیں اٹھانا چاہئیے جن کا جواب دینا پھر ضروری ہوتا ہے ۔ ہمیں بہت افسوس ہے۔ ہم کبھی نہیں چاہتے ۔ ہماری treasury benches کی یہ پالیسی ہے کہ ہم نے ہمیشہ حزب اختلاف کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا ہے

موقع دیا ہے ۔ ہم نے کبھی نہیں ٹوکا ۔ لیکن اس قسم کی باتیں کرنے سے اس کو یکطرفہ ایک قسم کے پروپیگنڈے کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے ۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ رولز کو strictly follow کیا جائے ۔

میاں رضا ربانی ۔ شکریہ ۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو روایت نئی ڈالی گئی ہے matters کو چیمبر میں kill کرنے کی یہ جب ہمارا ایڈجرنمنٹ موشن نواز شریف کے انٹرویو کے سلسلے میں ہوا تھا ۔ میں اس کی detail میں نہیں جانا چاہتا اس وقت ہم نے اس جانب سے یہی خدشہ ظاہر کیا تھا کہ یہ غلط interpretation of rules ہے اگر یہ ایک بار شروع ہو گئی تو آج ہم effect ہو رہے کل آپ بھی effect ہو سکتے ہیں۔ اور exactly وہی چیز آج repeat ہوئی ہے۔ کہ چیئرمین نے اپنی powers کو استعمال کرتے ہوئے موشن کو چیمبر کے اندر kill کیا ہے اگر یہ اس دن ہمارے ساتھ اصولوں کے اوپر---------

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ ختم کیجئے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I am already on my legs, How can they interrupt me on a point of order, Sir, I am already on my legs, how can they do this?

سر میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہوں'

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ سر آپ تشریف رکھیں' آپ کو بھی موقع ملے گا۔

میاں رضا ربانی۔ میں آفتاب صاحب کی حمایت میں بات کر رہا ہوں' آفتاب صاحب کے خلاف تو بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ اگر اس دن آفتاب صاحب بجائے اس کے کہ خاموش رہتے اگر رولز کی صحیح interpretation پر ہمارا ساتھ دیتے تو آج ان کے ساتھ یہ صورتحال پیش نہ آتی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ قاضی صاحب آپ کچھ فرمانا چاہ رہے تھے۔

قاضی حسین احمد۔ جناب چیئرمین میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارا واک آؤٹ چیئرمین کی رولنگ کے خلاف نہیں تھا بلکہ سینیٹرز کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی ہے صدر کے ایوان میں

اور ان معزز سینیٹر کی bodily search کی گئی ہے، جسمانی تلاشی لی گئی ہے۔ اس کے خلاف ہم نے واک آوٹ کیا تھا۔ یہ جسمانی تلاشی توہین ہے معزز اراکین کی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب چیئرمین یہ آپ کہتے کہ یہ واک آوٹ چیئرمین کی رولنگ کے خلاف نہیں ہے۔ جی جناب آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب شیخ ۔ بات یہ ہے کہ چونکہ ہم پر بیتی ہے تو ہم relevant لوگ ہیں یہ بتانے کے لئے کہ ہم نے واک آوٹ کیوں کیا ہے۔ ہم سے یہ کہا گیا کہ آپ کی search اس لئے ہو رہی ہے کہ ہم بارود دیکھ رہے ہیں یہ کہا گیا ہم سے۔ اس سے زیادہ insulting بات کیا ہوسکتی ہے سینیٹرز کے لئے؟

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بس آپ تشریف رکھیں جی۔ بیٹھیں جی۔ حافظ حسین احمد صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین صاحب میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو حزب اقتدار میں بیٹھے ہیں یا حزب اختلاف میں ان کا استحقاق ایک ہی ہے اور ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کسی بھی معزز رکن کی چاہے اس کا تعلق ایم کیو ایم سے ہو، پیپلز پارٹی سے یا کسی اور پارٹی سے ہو اس طرح ہتک آمیز انداز میں تلاشی لی جائے اور ایوان صدر میں آئین کے تحت پارلیمنٹ کے دونوں ایوان اور صدر جو ہے وہ منسلک ہیں آپس میں۔ اشتیاق اظہر صاحب کی اس عینک کی بھی تلاشی لی گئی ہے۔ اور باقاعدہ طور پر انہوں نے دیکھا ہے، معلوم نہیں انہیں کیا پڑی تھی وہ سمجھتے تھے کہ شاید اس موٹے عینک سے اشتیاق اظہرصاحب کو کوئی شخص بے لباس نظر آتا ہو۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں جناب چیئرمین! کہ صدر صاحب کا جو رویہ ہے وہ انتہائی غلط ہے، بالکل میں کہہ رہا ہوں، وہ انتہائی غلط ہے، ان کے پاس شکار کے لئے تو وقت ہے، لیکن پارلیمنٹ کے ممبران سے ملاقات کے لئے وقت نہیں ہے۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد ۔ جناب جب میں بول رہا ہوں تو وزیرصاحب کو یہ حق حاصل نہیں

پارلیمانی امور کے وزیر صاحب بعد میں بات کریں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا آئین کے تحت صدر صاحب پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہیں' پارلیمنٹ کے اراکین کی توہین اگر ایوان صدر میں کی جاتی ہے اور جس طرح صدر صاحب نے فرمایا ہے کہ جناب مجھے اس کا علم نہیں تھا اور جب انہوں نے اندر جا کر ان سے احتجاج کیا تو ان کا اخلاقی فرض تھا' وہ ایم این اے بھی رہے ہیں' کل وہ سینیٹر بھی ہو سکتے ہیں' ان کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ اس عملے کو معطل کر دیتے اور باضابطہ طور پر ان اراکین سے معافی مانگتے۔۔۔۔۔(تالیاں) اس میں ان کی شان میں گستاخی نہیں ہوتی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اخلاقی جرأت ہوتی اور ان کی شان میں اضافہ ہوتا کہ وہ اپنے colleague اراکین پارلیمنٹ۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میرے خیال میں باتوں میں کافی وقت ضائع ہو گیا ہے' اگر آپ اجازت دیں تو let us start the question hour جی شفقت محمود صاحب بات ہو چکی ہے۔

چوہدری شفقت محمود۔ سر ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی ارشاد فرمائیے۔

(مداخلت)

چوہدری شفقت محمود۔ جناب چیئرمین میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بولنے کا۔ میں صرف عرض یہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی نہیں وہ آپ کا نہیں میرا کام ہے۔ آپ جذبات میں نہ آئیے' ذرا مہربانی فرمائیے۔ آرام سے تشریف رکھئے گا' آپ کے محترم لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں' بڑے ادب سے بیٹھے ہوئے ہیں' جناب راجہ صاحب تشریف فرما ہیں' ملک قاسم صاحب تشریف فرما ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑا سا ہم میں صبر کا مادہ بھی ہونا چاہئیے' جی جناب شفقت محمود صاحب۔

چوہدری شفقت محمود۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں مختصراً یہ عرض کروں' کہ شیخ صاحب کا استحقاق ہمارا استحقاق ہے' اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی ہے' ہم سب اکٹھے ہیں لیکن یہ جو ایک نیا طریقہ شروع ہوا ہے' جس میں ایڈجرنمنٹ موشنز اور پریولیج موشنز وغیرہ وغیرہ جو ہیں وہ چیمبر میں kill کر دیئے جاتے ہیں۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ جناب شیخ صاحب کا یہ جو پریولیج موشن

ہے اس کو ہاؤس میں discuss کیا جاتا اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا جاتا۔ اس پر ہم سارے مل کر اپنی ایک آواز بلند کرتے۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ چیئرمین صاحب بالکل partial ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اس طرح نہ کیا کریں۔ جو چیزیں ہاؤس میں ہیں' ہاؤس میں لائیں۔ اگر شیخ صاحب نے یہ پریولیج موشن دیا تھا' ہوسکتا ہے کہ اس کے مضمرات ہوتے۔ ہو سکتا ہے کہ پریذیڈنسی میں کوئی بات ایسی ہم آپ کو بتا سکتے لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کا استحقاق ہمارا استحقاق ہے۔ چیئرمین صاحب کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ ہ طریقہ جو ہے چیمبر میں موشن کو kill کرنے کا اور اس قسم کا۔ یہ طریقہ غلط ہے' مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آغا صاحب

سید محمد فضل آغا۔ آپ ہوں یا چیئرمین ہوں۔۔۔۔ صدر کے محل میں ان کو تو ہوش نہیں رہا کہ ممبروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ جب کہ وہ ایک تہائی حصہ ہے اس پارلیمنٹ کا۔ نیشنل اسمبلی' سینٹ اور صدر مل کر پارلیمنٹ بنتی ہے۔ اور صدر صاحب کو پتہ ہی نہیں ہے کہ ان کے معزز اراکین کی کس طرح بے عزتی ہو رہی ہے اور ان سے کس طرح سے بدتمیزی کا سلوک کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ایڈجرنمنٹ یا پریولیج موشن kill کرنے کا سلسلہ ہے یہ آج سے نہیں دس سال سے چلا آرہا ہے اور تمام دنیا کے ایوانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور جناب پاکستان کے عام ہاؤسز میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ احتجاج جو آج ہو رہا ہے' یہ صدر صاحب کے اور ان کے عملے کے رویے کے خلاف ہو رہا ہے۔ چیئرمین اور چیئرمین کے سیکرٹریٹ اور آفس کے خلاف نہیں ہو رہا ہے اس لئے کہ جب یہ بات صدر صاحب کے نوٹس میں آئی تھی۔۔۔(مداخلت)۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید محمد فضل آغا۔ یہ رُول کی بات کرتے ہیں' جب یہ بولتے ہیں' ہم خاموش رہتے ہیں اور جب ہم بولتے ہیں تو ان سے پتہ نہیں کیوں خاموش نہیں رہا جاتا۔ بھئی آپ سن لیں۔ پھر آپ بھی بولیں۔ ہم سنتے ہیں آپ کو۔ گزارش یہ ہے کہ جب صدر صاحب کو اس بات کا پتہ چلا تو صدر صاحب نے اور ان کے عملے نے یا وزارت کے متعلقہ لوگوں نے اس عملے کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے جنہوں نے معزز اراکین کے ساتھ بدتمیزی کی؟ یہ ان کی نہیں ہے پورے عوام کی بے عزتی ہے۔ یہ ایک منہ میں دونوں چیزوں میں الگ باتیں رکھتے ہیں۔ ان کو ہم سے ہمدردی بھی ہے۔ یہ ہماری بے عزتی بھی کرتے

ہیں۔ اور یہ قانون اور رول کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ اور یہ قانون اور رول کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ لہذا chair یا سینٹ سیکرٹریٹ پر asperaion cast کرنا بالکل غلط ہے یہ شکایات صدر کے خلاف ہیں ان کا رویہ ٹھیک ہونا چاہیئے۔ اس سے پہلے بھی ایک دعوت نامے میں انہوں نے لوگوں کو جب مدعو کیا تھا تو اس کے پیچھے لکھا گیا کہ سینئیر حضرات اپنے ساتھ شناختی کارڈ لے کر آئیں۔ اب صدارت اگر اتنی نااہل ہو چکی ہے کہ آٹھ دس سال بعد پہلی دفعہ صدر کو یہ محسوس ہوا کہ سینٹرز شناختی کارڈ لے کر جائیں تو اس سے بڑی نااہلیت کیا ہوسکتی ہے مین سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے رویے پر نظرثانی کریں۔ خدارا یہ قوم اور ملک کو تباہ نہ کریں رولز اور ریگولیشن پر عمل کریں۔ شکریہ!

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جناب اجمل خٹک صاحب میں آپ سے معافی چاہتا ہوں آپ دو تین دفعہ کھڑے ہوئے' میں دوستوں کی وجہ سے کچھ مجبور ہوگیا۔ آپ ارشاد فرمائیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین صاحب شکریہ ۔ یہ جو ہمارا سینٹ ہے یہ ملک کا ایک ذمہ دار ترین ادارہ ہے' عوام کا نمائندہ ادارہ ہے جب ملک اور عوام کو وہ خطرات لاحق ہوں جو اس وقت موجودہ برسراقتدار حکومت کی طرف سے لاحق ہیں تو اس سینٹ کو تمام کام چھوڑ کر----

سید مسعود کوثر۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام چیئرمین۔ پلیز وہ بات کر رہے ہیں۔ وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ اس پر بات کرنی چاہیئے۔ اس لئے میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے سامنے مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہڑتال ہوئی اور اس کو کس طرح توڑا گیا۔ توڑنے کی کوشش کی گئی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ میں آپ کی وساطت سے اور اس ہاؤس کی وساطت سے' ان تمام لوگوں کو جو پاکستان کے اندر ہیں یا باہر ہیں' پاکستان سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کی توجہ کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ ملک میں ایک خطرناک اور خوفناک سازش کے ذریعے ملک کے عوام کو اور ملک کی ریاستی مشنری کو اور انتظامیہ کی مسلح قوتوں کو کل باقاعدہ جنگ کی طرف دھکیلا گیا اور آج ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم اس جنگ میں ہیں۔ یہ جو جنگ یا سازش کی گئی ہے۔یہ پورے ملک کے عوام کے ' کوئی انکار کرے تو یہ ان کے سامنے آ جائے گا ' خلاف ہے یہ ایک بدترین قسم کی خانہ جنگی کی طرف ملک کو لے کر جا رہے ہیں ۔

ان کے ذہن میں عوام کی کوئی قوت نہیں ہے ۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ شنشہاہ ایران کے پاس سب کچھ تھا ۔ لیکن جب عوام اٹھے تو نہ شنشہاہ رہا نہ شہنشا ہیت رہی ۔ ان کو اپنی بندوقوں پر ناز ہے ۔ ان کو اپنی گیسوں پر ناز ہے ۔ لیکن حکومت نہیں جانتی کہ ملک میں بندوق سے خطرناک ترین اسلحہ اس وقت موجود ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔جناب خٹک صاحب' اختصار سے کام لیں جی ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ یہ عوام کو حکومت کی مشینری سے لڑواتے ہیں ۔ اس کا نتیجہ بڑا خطرناک ہو گا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ صدر صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ انتظامیہ کے چند وہ لوگ جن کو زور سے اسلحہ دیا گیا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔خٹک صاحب آپ مہربانی فرمائیں ۔ اختصار سے کام لیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ میں نے جس طرح کہا کہ ملک اور قوم کی بقاء اور استحکام کا مسئلہ ہے ۔ اگر یہ ہاؤس اس پر بحث نہیں کرسکتا تو یہ ہاؤس بے بس ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ خٹک صاحب آپ تشریف رکھیں جی ۔ادب سے گزارش ہے it is no point of order آپ بلور صاحب بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ بھی تشریف رکھیں' ہو گئی جی بات ۔ خٹک صاحب آپ بھی تشریف رکھیں جی ۔ آپ اس کو باقاعدہ طور پر move کریں ۔ آپ سارا دن بحث کریں' یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے کہ سب بولنا شروع ہو جائیں۔ خٹک صاحب' میری گزارش سنیں۔ آپ نے اگر اس بات پر ارشاد فرمانا ہے تو باقاعدہ move فرمائیے گا۔ پھرآپ سارا دن بات کریں اس پر ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ یہ ہاؤس کس لئے ہے۔ ملک تباہ ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ یہ اس لئے ہے کہ اس کو رول کے تحت چلنا ہے۔ بغیر رول کے ہاؤس نہیں چلایا جا سکتا۔ آپ تشریف رکھیں جی' ابھی آپ کو وقت دوں گا۔ ملک قاسم صاحب آپ ارشاد فرمائیں۔

ملک محمد قاسم۔ so let me say that میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔ ذرا ٹھہر جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں جی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ لوگ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں دوبارہ وہی اقدام اٹھاؤں جو میں نے پہلے اٹھایا ہے۔ مجھے مجبور نہ کریں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ سب کچھ امن سے ہو رہا تھا' پورے امن سے ہو رہا تھا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ملک قاسم صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

Malik Muhammad Qasim-What is the use of this? It is just playing to the galary.

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں مجبور ہوں آپ کے اس رویے سے کہ میں ہاؤس کو دوبارہ پندرہ منٹ کے لئے موخر کرتا ہوں۔

(The House then adjourned for 15 minutes)

(The House re-assembled after interval)

Mr.Acting Chairman: Malik Muhammad Qasim

Malik` Muhammad Qasim: Sir, I move that the questions and any other matter, adjournment motion or any other privilege motion or for that matter, excepting the legislative work should all be deferred and what was initiated by Senator Ajmal Khattak, that may be taken. We have decided, quite a number of us , Hafiz Hussain Ahmad, Qazi Hussain Ahmad, Leader of the Opposition, the Law Minister, myself and various others that discussion on this matter should continue till 12-30, but we have been wasting time outside, 5 or 10 minutes may be added to 12.30 and the discussion may continue up to that time. And everybody should get an opportunity to speak. Therefore, I would plead that some time may be fixed so that most of the people who want to participate in this debate from both the sides, they may be able to participate.

Mr. Shahzad Gul: Sir, two hours are necessary for adjournment motion.

Malik Muhammad Qasim: Control your people. I cannot help it. If the whole House agrees, you can do everything you want to, whether it is an adjournment motion or anything

جناب قائم مقام چیئرمین ۔اچھا جی اب اس کو move کر دیا ہے ملک قاسم صاحب نے تو اب ایوان سے گزارش ہے کہ۔

Adjournment Motion Re: The Law and Order Situation With

Reference To Tahrik- e- Nijat;

چونکہ ملک صاحب نے move کیا ہے لہذا میں ان رولز کے تحت کارروائی جو ہے وقفہ سوالات اور اڈجرنمنٹ موشنز کو suspend کرتا ہوں اور اب یہی سوال ایوان کے سامنے ہے کہ ان رولز کو معطل کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ہم اس کو ایڈجرنمنٹ موشن کے طور پر لیتے ہیں اور اس پر ڈسکشن شروع کرتے ہیں اس مسئلے پر جس کا کہ ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں ۔آپ اپنے نام لکھوادیں جس جس نے بھی بولنا ہو وہ نام لکھوادے ۔آپ تشریف رکھیں اور اگر ملک قاسم صاحب اور راجہ صاحب مل کر وقت کے بارے میں بھی فیصلہ کرلیں کہ کتنا وقت دینا ہے ہر ایک ممبر کو تو میرے لئے سہولت ہو گی ۔بہتر ہو گا کہ اپنے نام لکھ کر بھجوا دیں اپنی سیٹوں سے بجائے اس کے کہ آپ یہاں آ کر اپنے نام لکھوائیں ۔تو محترم راجہ صاحب اور ملک قاسم صاحب آپ دونوں صاحبان سے گزارش ہے کہ ٹائم fix کیا جائے ؟

راجہ محمد ظفر الحق۔ٹائم کی اس میں کیا بات ہے؟۔

ملک محمد قاسم۔ راجہ صاحب اس کے متعلق کچھ کریں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ یہ بھی دیکھ لیں کہ کتنے بولنے والے آ رہے ہیں اپنے نام لکھوانے کے لئے تو وقت کو ہمیں fix کرنا پڑے گا۔

Please order in the House. Kindly take your seats.

Malik Muhammad Qasim: I would make an appeal to the Leader of the Opposition that he and I should agree and we should give three or four names from each side, otherwise nobody would be able to participate.

اور تین تین آدمی دونوں طرف سے بول لیں یا چار چار بول لیں ' چار ادھر سے بول لیں چار ادھر سے بول لیں ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ بارہ بارہ بولیں گے ۔

ملک محمد قاسم۔ نہیں نہیں بارہ بارہ نہیں بول سکتے۔ Do you agree?-

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جو بھی consensus بنتا ہے فیصلہ کرلیں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ پانچ پانچ بول لیں۔

ملک محمد قاسم۔ وہ پھر آج بحث ختم نہیں ہو سکتی ۔ مجوزہ یار شیخ صاحب کیا

کرتے ہیں آپ اس کو متنازعہ نہ بنائیں ۔ میرا خیال ہے کہ چار چار ٹھیک رہے گا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا اس معزز ایوان میں سب کا استحقاق ہے کہ وہ بولیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ امریکہ جائیں یورپ جائیں لوگ گھنٹوں بولتے ہیں یہ کون سا مسئلہ ہے کہ بھائی آپ بات کم کرو ۔ اس کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ایوان ہے اس کا کام ہی یہی ہے یہاں ہم آئے بولنے کے لئے ہیں اور یہاں کیا کام ہے ہمارا۔ موقع سب کو ملنا چاہئیے جو بھی بولنا چاہیے اسے موقع ملنا چاہئیے اور رضاکارانہ طور پہ جو نہ بولنا چاہے یہ الگ بات ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ تشریف رکھیں آپ میں بات کرتا ہوں ۔ تو جیسے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس مسئلے پہ بحث کریں گے اور دونوں طرف کے مقرر حضرات چار ایک طرف سے بولیں گے اور چار دوسری طرف سے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے اگر آپ ٹائم مخصوص کر لیں تو یہ بھی بہتر رہے گا اور ہر سپیکر کی تقریر کے لئے بھی آپ ٹائم اگر مقرر کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمیں آسانی ہو جائے گی اور بحث کسی منطقی انجام تک پہنچ جائے گی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آٹھ آٹھ منٹ دے دیں سب کو ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جیسے آپ بہتر سمجھتے ہیں ۔

ملک محمد قاسم۔ اور ہماری طرف سے ڈاکٹر عبدالحئی صاحب بولیں گے ۔ میری تجویز یہ بھی ہو گی کہ پوائنٹ آف آرڈر کو بھی suspend کر دیں اس دوران ہمیں اس بات پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ حافظ فضل محمد صاحب آپ اپنے متعلق حافظ حسین احمد صاحب سے پتہ کر لیں ۔

Malik Muhammad Qasim: Sir, there is another thing which I want to move for the benefit of the House and for the benefit of the people who have to participate, that since this debate is on the point of order, It should also be

suspended.

Mr. Acting Chairman: That is very good. I appreciate the sense of the House

اور یہ consensus جو ابھی یہاں قائم ہوا ہے میں سمجھتا ہوں بہت اچھی بات ہے اور اس میں اللہ تعالی کرے کہ ہم اس پہ کاربند رہیں اور انشاء اللہ اس پہ ہم قائم رہیں گے۔ جناب شیخ صاحب۔

شیخ رفیق احمد ۔ میری ایک چھوٹی سی عرض ہے یہ ایک آئینی اور رولز کی بات ہے کہ By consensus we agree that we will not use it. آپ کا اس میں حکم نہیں ہونا چاہئیے یا یہ ریکارڈ پر نہیں آنا چاہئیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔نہیں نہیں میں نے تو شکریہ ادا کیا ہے آپ کا۔

شیخ رفیق احمد ۔ بس ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں نے دونوں طرف سے شکریہ ادا کیا ہے شیخ صاحب ذرا الفاظ تو میرے سنئے آپ ۔ میں نے تو کہا میں دونوں اطراف کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے آپ سے consensus تو آپ کا ہے ۔ ہاؤس آپ نے چلانا ہے ۔ تو پہلے مقرر جناب محمد اجمل خٹک صاحب ۔ وقت کی پابندی کریں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ جناب محمد اجمل خان خٹک صاحب ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔جناب والا! میری دوگزارشات ہیں ۔ ایک یہ کہ میں نے جو افتتاحی کلمات کہے تھے ۔ وہ شور کی وجہ سے سنے نہیں گئے اس لئے وہ دوبارہ کہوں گا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ معاملہ میرے ذہن میں بڑا اہم ہے ۔ اس لئے میں اپنے تمام نکات جو اس کی اہمیت کا تقاضا ہیں بیان کروں گا وقت دیں یا نہ دیں ۔ اگر نہ دیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے بولنے کی اجازت نہیں دیتے میرے ذہن میں جو نکتہ ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے مجھے اپنے پورے points پوری شہادت، پوری گواہی پیش کرنی ہے ۔ اگر اس کی اجازت ہے تو اچھا۔ ورنہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ فیصلہ کرنے والے آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں اور اس

طرف بھی آپ کے اس پہلو میں بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں جس طرح فرماتے ہیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد اجمل خان خٹک یہ یک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ اور ہم پر کتنے الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر سب لوگ پاکستان کے عوام کا مستقبل بھول جائیں تو ہم تنہا پاکستان کے مستقبل کے لئے جو قربانی دینی پڑی وہ دیں گے۔ اس لئے ہم پر فرض ہے کہ اس وقت جو صورت حال ہے' آپ ذرا غور سے دیکھیں مسلح قوتوں کو عوام کے خلاف کھڑا کیا گیا ہے۔ خانہ جنگی کی صورت ہے۔ آپ محسوس کرتے ہوں گے۔ اس وجہ سے میں گزارش کررہا ہوں کہ پاکستان کی جن قوتوں کی میں نمائندگی کررہا ہوں اور جن عوام کی طرف سے مجھے حق ہے نمائندگی کا اور جن سے میں نے گفتگو کی' سب محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے کاروان امن' تحریک نجات جو شروع کی ہے وہ تشدد اور بد امنی کی تحریک نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہمارے خلاف تشدد کیا گیا اگر جیالے تشدد کرتے تو میں اس وقت اتنے زور سے نہ بولتا جیالوں کے لیڈروں نے اس حکومت کی مشینری کو involve کیا ہے مسلح قوتوں کو استعمال کیا ہے۔ اور انتظامیہ کی قوتوں کو involve کیا ہے ملک اور عوام کے درمیان خلاء پیدا کیا ہے۔ یہ صورت حال ان کے سامنے ہے جو نہایت نازک اور خوفناک ہے۔ اور وہ اس حد تک خوفناک ہے کہ جیسے میں نے کہا ان کو صرف اس پر ناز ہے۔ یہ چند سپاہی راستے میں کھڑے کرکے عوام کے جلوس کو روک سکتے ہیں۔ عوام کے جوش کو ختم کرسکتے ہیں۔ اس پر ناز ہے۔ ان میں بہت سے عوامی کارکن عوامی سوچ کے مالک اور عوامی لیڈر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ آج پاکستان میں عوام جس جوش اور ولولے کے ساتھ اٹھے ہیں ان کا مقابلہ یا ان سے چشم پوشی نہیں ہوسکتی۔ وہ الگ بات ہے : خطرے کی بات یہ ہے کہ یہ محلات میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انتظامیہ کی مسلح قوتوں کو عوام کے ساتھ لڑا رہے ہیں۔ عوام جو جلوس نکالتے ہیں ان کا نعرہ یہ نہیں ہے کہ نواز شریف کے لئے کرسی چھینیں ان کا نعرہ یہ ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ نجات۔ کس سے نجات؟ منحوس حکومت سے نجات۔ کس سے نجات مہنگائی سے نجات۔ کس سے نجات؟ بے روزگاری سے نجات۔ کس سے نجات؟ بدامنی سے نجات۔ کس سے نجات؟ رشوت سے نجات۔ یہ نعرہ لگا کر آگے بڑھتے ہیں اور یہ نعرہ صرف ان کا نہیں جو لگاتے ہیں۔ یہ نعرہ اگر میرے اس طرف کے بھائی اور ساتھی محسوس کریں تو ان کا بھی

نعرہ ہے۔ اور اس کی بجائے کہ اس نعرے کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں ۔ اس کا حل نکالیں۔ اپنے محلات اور بنگلوں میں بیٹھ کر، انہوں نے انتظامیہ کی قوتوں کو حکم دیا ہے کہ ہڑتال کے اعلان سے پہلے خوف و ہراس پھیلائیں۔ اس کے بعد دکانداروں کو منع کریں۔ اس کے بعد راستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ گو ہم نے تو ثابت کیا کہ امن کا کاروان تھا۔ رابطہ کے سلسلے میں ہم نے ۲۴ جلسے کئے ۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ لاکھوں کے جلسے میں، میلوں کے جلوس میں ایک بتی کو بھی نقصان پہنچا ہو؟ ہمارے کراچی سے پشاور تک کاروان نجات میں کروڑ سے زیادہ لوگوں نے حصہ لیا ۔ کیا بتا سکتے ہیں کہ ریلوے کے کسی افسر کو یا کسی بتی کو نقصان پہنچا ؟ اور اس کے بعد ہم نے ذمہ داری سے کہا ہے اس سلسلے میں جلوس پر امن ہو گا لیکن اس کے باوجود پشاور میں ہمارے ساتھ جلوس میں زیادتی کی گئی تھی۔ مالاکنڈ میں بھی زیادتی کی گئی تھی، لیکن ملک کی خاطر، امن کی خاطر، ملک کے مستقبل کی خاطر ہم نے کہا کہ ہڑتال ہماری پر امن ہو گی ۔ ہم جانتے ہیں کہ ان کے ذہن میں ہڑتال کے معنی کیا ہیں ؟ ہڑتال ناکام ہو گئی ۔ کیوں ناکام ہو گئی ؟ کیونکہ بسیں نہیں جلیں، دکانیں نہیں توڑی گئیں، ہم نے شیشے نہیں توڑے، ہم نے ٹائر نہیں جلائے، ہم نے بدمعاشی نہیں کی، بے ادبی معاف، ہم نے انتہا پسندی نہیں کی، ہم نے لوگوں کو قبضے میں نہیں رکھا۔ اس لئے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہڑتال کے معنی یہ نہیں ہیں تو یہ ہمیں چیلنج نہ دیں ۔ ہم ملک کی خاطر تلخ باتیں جھیل سکتے ہیں لیکن ہم جو اٹھے ہیں، ملک کی خاطر اٹھے ہیں اس لئے ہمیں یہ طعنے نہ دیں کہ ہم نے جلوس نکالا تو ہم نے شرارت نہیں کی، فساد نہیں کیا، توڑ پھوڑ نہیں کی ۔ یہ ہمیں طعنے نہ دیں۔ کیونکہ عوام جو اٹھے ہیں ----- جناب چیئرمین صاحب ! آپ یقین جانیے ۔ جس جلوس کی میں قیادت کر رہا تھا، اس کو ہم قدم با قدم منع کرتے رہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچائیں یہی حالت پشاور میں رہی لیکن ان کے غریب لوگ پولیس والے وہ بھی پوچھتے ---- وہ جو موبائل والے تھے ۔ ان کے پاس ہمارا آدمی بیٹھا تھا یا کھڑا تھا ۔ ان موبائل والوں کو حکم ملا کہ ان کو مارو ۔ ہمارے بوڑھوں کو مارا گیا اور لاٹھیوں سے مارا پیٹا گیا ۔ ہماری خواتین کو مارا گیا اور ہم نے پر امن جلوس نکالا ۔ یہ نہیں جانتے میں نے اس وقت کہا کہ عوام میں قوت ہے ۔ یہ تو کہتے ہیں کہ عوام پر ہمارا عقیدہ ہے لیکن یہ اس کو

بھول جاتے ہیں کہ عوام میں قوت ہے۔ ہمارے پاس ایران کی مثال ہے۔ شہنشاہ کے پاس سب کچھ تھا لیکن جب عوام اٹھ کھڑے ہوئے تو نہ شہنشاہ رہا نہ شہنشاہیت رہی۔ اب عوام اٹھے ہیں ہے۔ یہ جو لغاری، زرداری اور بےنظیر نے سلطنت بنائی ہے۔ یہ ختم ہو کر رہے گی بلکہ ختم ہو چکی ہے۔

دوسری بات، جو سب سے بڑا سنگین خطرہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کو قابو کر سکتے ہیں لیکن جس کا بچہ بھوکا ہو، جس کے نوجوان بچے کو نوکری نہ ملتی ہو، جس کے بچے ایم اے ہوں، زیادہ نمبر ہوں اور اس کی بجائے دسویں پاس جیالے کو افسری دی گئی ہو اور اس کو نہ دی گئی ہو ان جوانوں کو قابو میں رکھنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ ان کو بندوق پر ناز ہے۔ ان کو سندھ پر ناز ہے، یہ خوب جانتے ہیں یہاں وزیر داخلہ نہیں ہے ورنہ وہ بہت دعوے کرتا ہے کہ میں بہت کچھ جانتا ہوں، یہ جانتے ہیں کہ اس ملک میں اس قسم کا اسلحہ موجود ہے کہ خدا نہ کرے، اگر انہوں نے عوام اور انتظامیہ کی جنگ چھیڑ دی تو جناب چیئرمین صاحب، خدا کی قسم دل سوزی سے کہتا ہوں کہ اس قسم کا اسلحہ موجود ہے کہ بندوق والے سپاہی کی بجائے وہ مال والے کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔ آپ یقین کریں ہم نہیں کریں گے ہم نے ۵۰ سال تک سب کچھ برداشت کیا ۵۰ سال اور بھی برداشت کریں گے لیکن عوام ہمارے قبضے اور قابو کے نہیں ہیں یہ عوام اور انتظامیہ کو نہ لڑائیں۔ یہ خوفناک سمت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

....

جناب والا! میری تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے عوام پرامن تھے، کارروان نجات پرامن تھا، کل کی ہڑتال ہماری طرف سے پرامن تھی۔ انہوں نے یہاں تک کیا کہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں --- یہاں میں یہ نہیں کہتا کہ لال حویلی کے ساتھ کیا گیا، وہ فریاد میں نہیں کرتا، لال حویلی کے ساتھ جو کچھ ہوا ہم اس کا بدلہ لے سکتے ہیں انہوں نے ہمیں اس شہر میں آزمایا ہے پھر آزمائیں، میں آپ سے کہتا ہوں، ان سے نہیں کہتا کہ خدا کے لیے ہمیں پھر نہ آزمائیں۔ لال حویلی کی بات ہم نہیں کرتے، بی بی نسیم پر حملے کی بات نہیں کرتے، اس کا بدلہ اگر ہم نے چاہا، ابھی ہم نے فیصلہ نہیں کیا، پاکستان کے مستقبل کو ہم امن کی تحریک کے ذریعے محفوظ کر سکتے ہیں۔ تمام شہروں میں نواز شریف پر گولی چلی، اس کی بات نہیں کرتا، یہ نہیں سمجھتے کہ نواز شریف چترال سے لے کر خیبر تک، چترال سے لے کر گوادر تک اور خیبر سے لے

کر کراچی تک عوام کا تنہا لیڈر ہے، کسی کا ہو یا نہ ہو، ہمارا لیڈر ہے اگر اس پر گولی چلی تو اس کا جو نتیجہ ہو گا اس کے متعلق آپ ان کو سمجھا دیں کہ اس کا کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ لیکن میں اس کی بات نہیں کرتا میں مساجد کی بات کرتا ہوں، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں یہ گھس گئے، بچاس shell استعمال کئے، طلباء اور اساتذہ کی بے عزتی کی، نوجوان طلبائے دین کی شلواریں اتاری گئیں، یہ بدامنی --- یہ کس طرف ملک کو لے جا رہے ہیں؟ یہ کس طرف ہمیں لے جا رہے ہیں؟ میں یہاں یہ بھی کہہ دوں کہ ہم وہ بے غیرت نہیں ہیں کہ دیوار کے ساتھ کھڑا کریں گے تو ہم ان کے پاؤں پڑ جائیں گے۔ ہمیں دیوار تک خوشی سے لے جائیں، میں منت کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا، میں لڑ سکتا ہوں، میں اپنا بدلہ لے سکتا ہوں، میں پاکستان کو نجات دلا سکتا ہوں، میں پاکستان کے تمام عوام کے لئے خوشی اور ترقی اور آبادی کی خوشخبری لا سکتا ہوں اس لئے میں ایسی باتیں نہیں کرتا، ان سے صرف یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے نشے کو اتار دیں۔ ان کا جو بھی نشہ ہے وہ اتار دیں۔ ہمیں معلوم ہے انہوں نے فیصلہ کیا ہوگا، ایک نئی تاریخ بنانی ہوگی ایک تاریخ تو بنا دی کہ ملک میں انکار کرکے، منتخب اسمبلی سے آنکھیں چھپا کر، عوام کی رائے سے اور جمہوریت سے آنکھیں چھپا کر ملک کے دو ٹکڑے کئے۔ آج چترال سے لے کر گوادر تک کے عوام کی قوت سے آنکھیں چھپا کر، اس ملک کے ساتھ جو کرنا چاہتے ہیں، خدا کے فضل سے ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ان کو کرنے نہیں دیں گے۔ لیکن میں ریکارڈ پر لانے کے لیے باتیں کرتا ہوں، میں باتیں کرنے کا عادی نہیں ہوں مجھے عمل کرنا آتا ہے لیکن ریکارڈ کے لئے تا کہ یہ پاکستان کے اس مقدس ادارے کے ریکارڈ پر رہے۔ جس طرف یہ ملک کو لے جا رہے ہیں، میں صدق دل سے ایوان کو بتا رہا ہوں کہ یہ تباہی کا راستہ ہے۔

میں کہہ رہا تھا کہ مسجد کے ساتھ، طلباء کے ساتھ ان کا یہ سلوک رہا ہے۔ ہمارے لوگوں کے ساتھ جو ہوا پولیس تو ان کی کھڑی تھی وہ جو کچھ ہوا میں اس کا ذکر بھی نہیں کرتا لیکن یہ کہتے ہیں کہ وہ تحریک ناکام ہو گئی ہے۔ ناکام کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے دفتروں پر چڑھنے کا حکم لوگوں کو نہیں دیا۔ ان کو معلوم نہیں کہ انگریزوں کے وقت ہم نے لوگوں کو حکم دیا کہ چڑھ جاؤ دفتروں کے اوپر۔ گورے کھڑے تھے، ڈوگرے کھڑے تھے، پولیس اور فوج کھڑی تھی۔ ہمارے لوگ گئے اور ان کو وہاں سے اتارا۔ ہم یہ کر سکتے ہیں اور ہمیں اس طرف نہ لایا جائے۔ اگر ہمیں اس دیوار پر کھڑا کیا گیا تو میں آپ کی وساطت سے حالانکہ یہ نہیں سمجھتے

کیونکہ یہ نسخے میں ہیں میں پاکستان کے تمام بہی خواہوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم اس وقت نواز شریف کی قیادت میں جو تحریک چلی ہے یہ دیوار کے ساتھ کھڑی ہو کر پاؤں پر نہیں گرے گی۔ گردن کو پکڑے گی اور جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک اور نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میری گزارش سن لیں ۔ آپ صاحبان نے فیصلہ کیا تھا اس پر برائے مہربانی کاربند رہیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ عوام کے ساتھ یہ جو خون ریزی کا معاملہ ہے اس کو ترک کریں ۔ انھوں نے پہلے ہی ایک مثال بنائی ہے کہ عوام کی رائے نہ مان کر پاکستان کے دو ٹکڑے کئے ہیں۔ اب عوام کی رائے نہ مان کر ملک کو آگ و خون میں ڈبو کر اگر ان کا خیال ہے کہ کسان ' مزدور اور دکانداروں کو آگ و خون میں نہلائیں گے اور یہ محلات میں محفوظ رہ سکیں گے ۔ یہ آگ جو جلا رہے ہیں ۔ یہ جو خون کی ندیاں بہانے کا فیصلہ کر چکے ہیں ' میں ان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے محلات بھی ان سے نہیں بچیں گے اور عوام انشاء اللہ قائم رہیں گے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ملک کا مستقبل آپ کی اور ہماری باتوں سے زیادہ عزیز ہے میں اپنا کیس پورا پیش کروں گا۔ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ ہم اس حکومت کو نہیں مانتے ۔ عوام فیصلہ کر کے مہنگائی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ اب ایک نیا ریکارڈ نہ بنائیں ۔ ایک نئی مثال کے معنیٰ یہ ہے کہ عوام کو اٹھنے کا موقع دے کر ' عوام کو مجبور کر کے ملک کے محلات پر قبضہ کرنے اور محلات میں بیٹھنے والوں کو پاؤں سے کھینچنے کی نئی مثال قائم کرنا ۔ ہم یہ نہیں چاہتے ۔ ہم امن کے ساتھ ملک کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں

جناب چیئرمین! آپ لوگ سمجھیں گے کہ میں تقریر کے شوق سے کھڑا ہوا ہوں۔ نہیں میں عوام کے جذبے کو دیکھ کر ' عوام کے جوش کو دیکھ کر ملک کے مستقبل کو دیکھ کر یہ باتیں کر رہا ہوں ۔ میں بتا دینا چاہتا ہوں تحریک نجات کی طرف سے کہ ہمارے سامنے صرف ایک راستہ ہے یا پاکستان یا بے نظیر اور ان کے سامنے صرف ایک راستہ ہے وہ یہ ہے کہ بے نظیر اور لغاری نہایت عزت کے ساتھ ۔ جمہوری روایات ' جمہوری ذہن کے ساتھ ان کی عزت ہو گی ۔ ملک میں ان کا مستقبل بنے گا کہ عوام ہمیں نہیں چاہتے تو کرسی چھوڑ دیں۔ ان کے لئے صرف ایک راستہ باقی ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کرسی کے لئے لڑ رہے ہیں ' میں عرض کرتا ہوں کہ

انہیں معلوم ہے اور یہاں ان کی " بیگم " بیٹھی ہوتی تو بہتر تھا تا کہ سب کے سامنے بتاتا کہ ہمیں کتنی بار کرسی کا لالچ دیا گیا ہے اور ہم نے یہ لالچ منظور نہیں کیا۔

جناب والا! یہاں ایک شخص بہت زیادہ بول رہا ہے۔ یہ وہ شخص ہے، جس نے یادگار چوک میں کھڑے ہو کر کہا تھا کہ آج سے صوبہ سرحد کو جو پختونستان نہیں کہے گا، وہ پاکستانی ہی نہیں ہے۔ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں۔ ہم تو پاکستان کے لئے اور پاکستان کے مستقبل کے لئے کام کر رہے ہیں۔ کس پاکستان کے لئے؟ چند وڈیروں کے پاکستان کے لئے نہیں، چند عیاشوں کے پاکستان کے لئے نہیں، چند چوروں کے پاکستان کے لئے نہیں، بنکوں کا مال لوٹنے والوں کے پاکستان کے لئے نہیں، ہم تو پاکستان کے ساڑھے بارہ کروڑ عوام کے لئے لڑ رہے ہیں اور لڑتے رہیں گے۔

جناب والا! ابھی تحریک نجات ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کی ابتداء ہے۔ میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن سڑکیں بند کرائے، دفتروں کو بند کرائے، نظام کو مفلوج کرے تو یہ شوق کسی نے ان کے ذہن میں ڈالا ہوگا۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ذہن میں یہ شوق نہیں ہے۔ کیونکہ دفتر ہمارے ہیں، سڑکیں ہماری ہیں، پاکستان ہمارا ہے، کلرک ہمارے ہیں، استاد ہمارے ہیں اور پولیس کے سپاہی ہمارے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ نہیں لڑیں گے۔ اپنے لوگوں کو یہ نہیں کہیں گے کہ ان لوگوں پر چڑھ جاؤ۔ لیکن آپ کے ذریعہ سے دنیا کو کہتے ہیں کہ ہمیں اس پر مجبور نہ کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کو کسی طاقت پر گھمنڈ ہے تو اس سلسلے میں بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں اور یہ میں عوام کی طرف سے بول رہا ہے کہ جتنی بھی قوتیں ان کے پاس ہیں، وہ استعمال کر لیں تاکہ کل جب پھر یہ لندن میں بیٹھے ہوں گے، ان کے دل میں یہ ارمان نہ رہے کہ ہم نے فلاں طاقت کو استعمال نہیں کیا۔

آخر میں، میں آپ کے ذریعہ سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے نجات کا صرف ایک راستہ ہے اور میں پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ " پاکستان یا بے نظیر " اور ہم بے نظیر کو نہیں مانتے ہیں بلکہ پاکستان کو مانتے ہیں۔ اب ان کے لئے کون سا راستہ ہے، وہ یہ ہے کہ یہ عزت سے چلے جائیں اور عوام کا مزید امتحان نہ لیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ خٹک صاحب! آپ کی بہت بہت مہربانی۔

شیخ رفیق احمد۔ جناب والا!

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ کی طرف سے مجھے جو لسٹ ملی ہے' اس کے مطابق راشدی صاحب نے تقریر کرنی ہے۔ اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کریں۔

شیخ رفیق احمد۔ جناب چیئرمین۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک مرتبہ پھر اس ایوان کی فضا خوشگوار ہو گئی ہے۔ کل کی ہڑتال کی ناکامی کے بارے میں صحافیوں اور دیگر افراد کو یہ یقین دہانی کرانے کی جو یک طرفہ کوشش ہو رہی تھی کہ یہ ہڑتال کامیاب رہی ہے' اس فضا کی بجائے اب ہم دونوں طرف سے اس بارے میں خیالات سن رہے ہیں۔ اگر ان کی مراد ہڑتال کا نام دکانیں بند کرانے سے ہے تو اکثر و بیشتر جگہوں پر دکانیں بند تھیں۔ لیکن انہیں یہ علم نہیں ہے کہ ہڑتال کا process کیا ہے؟ گولیاں چلا کر' تشدد کر کے' لوگوں کو مار پیٹ کر ہڑتال کرانے سے ہر کوئی اپنی دکان بند کر کے چلا جائے گا' کوئی بھی ایسا دکاندار نہیں ہو گا جو اپنے دکان کھلی چھوڑ کر جائے گا۔ اگر ان کے ذہن میں یہ ہڑتال ہے تو پھر ان کو یہ ہڑتال مبارک ہو ورنہ میں پاکستان کے اکثر و بیشتر دکانداروں کی طرف سے اس ایوان کو اور پاکستان کے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ دکانداروں کی اکثریت نے ہڑتال نہیں کی اور نہ یہ ہڑتال کرنے کے لئے تیار تھے۔

جناب والا! میں اس کے بارے میں اپنی حتمی رائے اس لئے دے رہا ہوں کہ کل صبح یہاں مجھے میری بیوی کی طرف سے ٹیلیفون آیا کہ ہمارے عزیزوں کی جو نیلا گنبد میں مارکیٹ ہے' وہاں جاوید ہاشمی اور ان کے تین ساتھی تشدد کر رہے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House.

شیخ رفیق احمد۔ دکانداروں کو مار پیٹ رہے ہیں۔ ہمارے عزیزوں کو بھی مارا پیٹا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ دکانیں بند کی جائیں۔ انہوں نے دکانیں بند کرنے سے انکار کیا اور اس دوران میں کچھ دکاندار بھاگ گئے۔ پھر کوئی تین گھنٹے کے بعد میری بیوی کا فون آیا کہ نواز شریف کے ساتھ جتنے ساتھی ہیں۔ وہ مال روڈ پر ایک گھنٹے سے فائرنگ کر رہے ہیں۔ I did not

like to believe it لیکن جب رات ٹیلی ویژن پر دیکھا اور صبح آج اخباروں میں دیکھا کہ نواز شریف کے ساتھ اس کے باڈی گارڈز بندوقیں چلاتے رہے۔ گولیاں چلاتے رہے اگر مال روڈ کی دکانوں کو اس طرح بند کروانا ہے پینورama سنٹر کے سامنے گولیاں چلائی ہیں اور اس کے بعد جب دکاندار بیچارے دکانوں کے ٹوٹنے اور اپنی جانوں کی حفاظت کے لیے شٹر نیچے گرا دیں۔ تو اس کو کہنا کہ یہ ہڑتال کی کامیابی ہے۔ ہڑتال ہو گئی تو میں اپنے محترم بھائی، اپنے دانشور بھائی، اپنی جان سے بھی زیادہ زور سے تقریر کر کے قائل کرنے والے اپنے سینیٹر بھائیوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ واقعی دکانیں بند ہو گئیں۔ لیکن ہڑتال نہیں ہوئی۔ دکانداروں نے ہڑتال نہیں کی۔ اگر لاہور میں یہ ہوا ہے جہاں نواز شریف کا یہ دعویٰ ہے کہ میں نے ۲۲ ۲۰ سیٹیں جیتی ہیں۔ یہاں کے دکاندار میرے ساتھ ہیں۔ تو پھر دوسرے شہروں کی کیفیت اس سے بہتر نہیں ہوگی۔ میرے محبوب دوست نے میرا کچھ پختونستان کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ میں نے وہ بات کہی تھی۔ آج بھی اس بات کا دعویدار ہوں لیکن ابتداء میں تو وہ نواز شریف صاحب کی بات کر رہے تھے۔ پھر اپنی ذات پر آ گئے۔ میں کچھ زیادہ اس قسم کی تنقید نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میں اپنے اس معزز سینیٹر کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی جدوجہد میں ہم میں بہت سے دوست اپنی جان بھی پیش کرنے کے لیے تیار تھے۔ لیکن پاکستان کی جدوجہد آزادی میں میرے دوست کہاں تھے اور پھر ضیاء کے خلاف کچھ ان کی پارٹی کے ساتھی اور اکثر و بیشتر اس طرف جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ضیاء کی آمریت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ جان کی، مال کی، عزت کی، ہر قسم کی قربانی دے رہے تھے۔ پیٹھ پر کوڑے جسم گولیوں سے چھلنی ہو رہے تھے۔ جیلیں جو تھیں وہ بھر رہی تھیں۔ گھروں کے باہر خار دار تاریں لگا کر لوگوں کو محصور کیا جا رہا تھا۔ سڑکوں پر مجھ جیسے بڑی عمر کے آدمی کو پولیس کے دس دس بارہ بارہ افراد لاٹھیاں مار رہے تھے۔ اٹھا کر گاڑیوں میں ڈال رہے تھے۔ یہ کابل میں بیٹھے ہوئے پاکستان کی کیا خدمت کر رہے تھے۔ میں ذاتیات کی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میرے معزز دوست نے مجبور کر دیا ہے۔ وہ پاکستان کے خلاف کیا سازشیں کر رہے تھے۔ کیا تقریریں کرتے تھے۔ پاکستان کو ختم کرنے کے بارے میں ان کے کیا منصوبے تھے۔ آج آسمان سے یہ کیا ہو گیا کہ وہ لوگ۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا مقرر جواب دے دے گا۔

آپ تشریف رکھیں۔

شیخ رفیق احمد ۔ میں شہید بھٹو کو اس ایوان میں نہیں لا سکتا کہ جو جھوٹے الزامات، بے بنیاد الزامات انہوں نے شہید بھٹو کا نام لئے بغیر لگائے ہیں۔ میں کیسے کہاں سے لاؤں کہ ان کے جھوٹ کا پلندہ کھول سکیں کہ یہ کیا سوچتے تھے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج یہ اللہ کی رحمت ہے ۔ کبھی ایسے محسوس ہوتا ہے جو کل پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کی باتیں کرتے تھے۔ جو کل آمر کے ساتھ تھے۔ آمر کے گن گاتے تھے۔ جو کل یہ کہتے تھے کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔ جو کل تک یہ کہتے تھے کہ اسلام میں سیاسی جماعتوں کا تصور نہیں ہے۔ جو کل تک یہ کہتے تھے کہ نمائندہ ایوان کوئی چیز نہیں ہوتے، آمری ہوتا ہے۔ آج وہ ایوانوں کی قسم کھاتے ہیں ۔ آج وہ جمہوریت کا حلف اٹھاتے ہیں۔ آج وہ کہیں پولیس سے چھوٹی موٹی confrontation ہو جائے ۔ تو اس کو آمریت کا نام دیتے ہیں ۔یا اللہ ---

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جناب والا! عرض یہ ہے کہ آج پاکستان کے عوام کی نمائندگی ' پاکستان کے غریبوں کی نمائندگی' پاکستان کے محنت کشوں کی نمائندگی ' پاکستان کے درمیانے طبقے کی نمائندگی ' پاکستان کے کلرکوں اور چپڑاسیوں ' چوکیداروں کی نمائندگی' پاکستان کے پروفیسروں' ججوں' اور عالموں کی نمائندگی' آج PPP اور PDF کر رہا ہے----(مداخلت) -----

شیخ رفیق احمد : وہی پینتیس فیصد تنخواہ بڑھا سکتی ہے۔ آپ نے ساڑھے تین سال میں کچھ نہیں کیا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان کی نمائندگی بےنظیر کرتی ہے ' .P.D.F کرتا ہے ہماری حلیف جماعتیں کرتی ہیں ۔ مجھے یہ دعویٰ کبھی نہیں رہا کہ ہم monopaly capitalists کو ' represent کرتے ہیں۔ ہم نے نہ پہلے کبھی دعویٰ کیا ہے نہ آج یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ monoply capitalists کے نمائندے ہیں ۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم کن کی زبان میں بات کرتے ہیں ۔ کن کے لئے بات کرتے ہیں ۔ ہم نے پچھلے بیس پچیس سال میں ان کے لئے کیا کیا ہے ؟ یہی وجہ ہے کہ ۱۰ سال تک یہاں آمریت مسلط رہنے کے باوجود ہمیں سیاسی گفتگو کی اجازت نہ دینے کے باوجود ' جمہوریت کا نام لینے پر

کوڑے، قید، پھانسیاں، گولیاں کھانے کے باوجود جب 1988 کا الیکشن آیا۔ اس وقت بھی ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے مخالفوں کے حق میں ٹیلر کیا گیا ہے۔ تب ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ اگر نواز شریف پنجاب کا وزیر اعلیٰ نہ ہوتا۔ اور نواز شریف کو یہ ہماری طرح یہ موقع نہ ہوتا کہ ہم ممبروں سے کوئی گفتگو کرسکیں۔ اپنی حکومت کے اختیارات، ڈی سی کے اختیارات، کمشنر کے اختیارات، آئی جی کے اختیارات، ان کو سرکٹ ہاؤسوں میں ان کو ریسٹ ہاؤسوں میں، ممبروں کو بلا کر اکٹھے نہ کرکے ان کی خدمت میں سپرد نہ کردیتے تو صرف وفاق ہی میں نہیں، پنجاب میں بھی پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے حامیوں کی حکومت ہوتی۔ اور اس کے بعد جو crises آج تک چل رہے ہیں وہ اسی کی پیداوار ہیں۔ ایک سازش کے تحت 1988ء میں نواز شریف کو پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنوا دیا گیا اور پھر اس ملک میں نئے سرے سے سیاسی بحران آتا چلا گیا۔ اب انشاء اللہ ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ اب اس ملک کی آج بھی، کل بھی، اور آنے والے مستقبل میں بھی عوام کی نمائندگی بے نظیر بھٹو کرے گی۔ P.D.F. کرے گا۔ اس کے ساتھی کریں گے اور پاکستان میں ایک ایسا نظام ہوگا جس میں سیاسی عمل چلتا رہے گا۔ جلسے کرنے کی جلوس کرنے، ہڑتال کرنے کی، مظاہرے کرنے کی civil liberties کی، civil rights کی، پوری آزادی ہوگی۔ لیکن کسی کو تشدد کے ذریعے سیاست کرنے، کسی کو طاقت کے گھمنڈ میں سیاست کرنے کا جو طریقہ کار ہے اس کو ہم نہیں چلنے دیں گے۔ دکانداروں کو اس لئے دکانیں بند کرنے پر مجبور کرنے کی اجازت نہیں دیتے کہ کچھ ہمارے دوست اور مہربان ساتھی صبح سات آٹھ بجے سے ہی بندوقیں لے کر کلاشنکوفیں لے کر غنڈے لے کر، سڑکوں پر گھومتے ہیں، مارتے ہیں، پیٹتے ہیں، دکانداروں کو بھگا دیتے ہیں، شیشے توڑ دیتے ہیں۔ یہ نہ ہڑتال ہوتی ہے نہ عوامی مظاہرہ ہوتا ہے۔ ہم انشاء اللہ جب بھی کوئی عوامی مظاہرہ کرنا چاہیں گے تو یہ نہیں ہو گا کہ ہمارا لیڈر جب ٹرین میں لاہور سے روانہ ہو تو ۵۰۰ سے بھی کم آدمی اسے الوداع کہنے کے لئے آئیں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مستقبل PDF، پاکستان پیپلز پارٹی، محترمہ بینظیر بھٹو اور اس کے ساتھیوں کا ہے اور یہی ایک راستہ ہے جس سے پاکستان مستحکم رہ سکتا ہے، اس کو استحکام مل سکتا ہے، کشمیر کی آزادی کا دن قریب آ سکتا ہے، اسلام سربلند ہو سکتا ہے، دنیائے اسلام میں ایک نیا اتحاد، نیا جذبہ، نیا ولولہ پیدا ہو سکتا ہے۔ پاکستان خوشحال ہو گا، صنعتی ترقی کرے

گا' زرعی ترقی کرے گا' انسان ترقی کریں گے اور ان کی قوت خرید میں اضافہ ہو گا۔ اگر صرف قیمتیں اس بات کو determine کرتی ہوں تو یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ میرے دوستوں نے ذکر کیا ہے قیمتوں کا مہنگائی کے انداز میں' تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے' وہ بھی شاید مجھ سے سال دو سال چھوٹے بڑے ہوں کہ اس دنیا میں وہ بھی وقت تھا جب دو روپے کا ایک من آٹا آتا تھا پھر بھی لوگ بھوکے ہوتے تھے' پھر بھی لوگوں کو کھانے کے لئے دستیاب نہیں ہوتا تھا' پھر بھی لوگ بیکار ہوتے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس وقت جب دو روپے کا من آٹا ہوتا تھا' گریجویٹ لڑکے یہاں پر بوٹ پالش کرنے کے لئے برش ہاتھ میں پکڑے ہوئے گلے میں پٹہ ڈالا ہوا' بی اے بوٹ پالش لکھا ہوا میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ یہ محترمہ ہی کو اللہ نے ہمت دی کہ ۵۲ فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیا۔ ساڑھے تین سال نواز شریف کی حکومت رہی' کس طرح لوگ اس کے ساتھ آئیں گے۔ سوائے ان کے کہ جنہوں نے نذرانے دیئے' جنہوں نے خوشامد کی' چند لوگوں کو ملازمتیں ملیں ساڑھے تین سال تک پاکستان کے عوام پر سرکاری' نیم سرکاری' غیر سرکاری اداروں کی نوکریوں کے دروازے بند رہے' وہ کیا یہ بات کر سکتے ہیں آج؟

معزز اراکین سینٹ اور جناب چیئرمین تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس ملک کی خوشحالی' اس ملک کی ترقی' اس ملک کی زراعت کی ترقی' اس کی سرسبز وادیاں اور زیادہ سرسبز ہوں گی' محترمہ بینظیر بھٹو کی قیادت میں' PDF کی حکومت میں۔ ہمارے ساتھیوں کی حکومت میں۔ اور یہاں کا جو جمہوری نظام ہے یہ کتابوں کی زینت نہیں ہو گا۔ اس ملک کا کلچر ہو گا اور اس ملک سے کلاشنکوف اور ہیروئن کلچر کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شیخ صاحب بہت بہت شکریہ۔ میں اب فلور دیتا ہوں پروفیسر ساجد میر صاحب کو۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ دیکھیں جی فیصلہ یہ ہوا تھا کہ there would be no point of order at all دیکھئے میری بات سنئے۔ شکریہ جناب شیخ رفیق احمد صاحب۔ اب میں فلور دیتا ہوں پروفیسر ساجد میر صاحب کو۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ اب تقریر نہیں ہو رہی اس وجہ سے میں نے ---------

جناب قائم مقام چیئرمین۔ دیکھئے آپ نے دونوں طرف کے اصحاب نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ there would be no point of order. راجہ صاحب I will request you to stop the man. ۔

جناب محمد ابراہیم۔ جناب والا میں نے تقریر کے دوران بات نہیں کی۔ تقریر کے دوران نہیں کریں گے۔ کسی کو ڈسٹرب نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ نہیں ویسے بھی محمد ابراہیم خان صاحب فیصلہ ہوا تھا کہ بحث ہوگی یا تقریر ہوگی تو اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لایا جائے گا۔ آپ کے لیڈر صاحبان نے خود فیصلہ کیا ہے ۔ ---- (مداخلت)-----۔ آپ ان سے کہیے ۔ اگر یہ تنظیم ہے آپ صاحبان کی۔ تو پھر خدا حافظ ہے۔

جناب شہزاد گل۔ جناب جب تقریر ہو جائے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ تو ایک پوائنٹ کی وضاحت ہونی چاہیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ راجہ ظفر الحق صاحب میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔

جناب محمد ابراہیم۔ جناب چیئرمین انہوں نے ہمارے لیڈر کے اوپر ایک الزام لگایا ہے اس الزام کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ رفیق صاحب نے ایک الزام لگایا ہے اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اگر یہ حالت رہی تو میں سمجھتا ہوں -----۔ آپ نے خود فیصلہ کیا ہے ہاؤس کے دونوں اطراف

(مداخلت)

جناب محمد ابراہیم۔ ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں-----

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

I will have to allow the point of order. I will have to deviate from the decision taken by the Leader of the House and Leader of the Opposition.

(مداخلت)

راجہ ظفر الحق صاحب آپ خاموش کیوں ہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ آپ سنیں جی کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کیا سنیں میں نے تو اجازت نہیں دی ان کو۔ آپ کے فیصلے کے مطابق میں نے اجازت نہیں دی۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب چیئرمین میں نے تقریر نہیں کرنی صرف پوائنٹ آف آرڈر پر ایک وضاحت کرنی ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ پلیز بیٹھ جائیں۔ I will request everybody to sit down. آپ تشریف رکھیں۔ let me give my ruling تشریف رکھیں آپ بیٹھیں میں ابھی بات کرتا ہوں۔ ----- (مداخلت)------- مجھے بات کرنے دیں۔ دیکھئے میں نہایت احترام سے دوبارہ آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا. کہ اس ہاؤس میں جس میں اپوزیشن اور حزب اقتدار دونوں بیٹھے ہیں دونوں نے مشترکہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم اس مسئلے پر آج بولیں گے اور ہم چار چار مقرر دونوں اطراف سے دیں گے اور اس کے لئے وقت مقررکیا جائے وغیرہ وغیرہ اور ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہوا دونوں اطراف سے کہ ان تقاریر کے دوران کوئی بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا-----(مداخلت) میری بات سنیں میں آپ کے فیصلے کی بات کرتا ہوں اپنی بات تو نہیں کررہا آپ کے ہاؤس کی بات کر رہا ہوں جو ہاؤس نے فیصلہ کیا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں لہذا اپنے فیصلے سے آپ صاحبان اگر خود اس سے انکار کرتے ہیں تو میرے پاس تو کوئی اس کا جواب نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا------- (مداخلت) مجھے بات کرنے نہیں دیتے آپ لوگ۔

میاں رضا ربانی۔ دیکھیں جی وہ تقریر کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میاں رضا ربانی صاحب آپ تشریف رکھیں آپ بے صبرے

کیوں ہوتے ہیں۔ خدا کے لئے ----(مداخلت)---- آپ کو یہ اختیار ہے کہ اپنی تقریر میں جواب دیں۔ شہزاد گل صاحب آپ اپنی تقریر جب کریں گے ---(مداخلت) آپ تشریف رکھیں جی۔ شہزاد گل صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ تقریر کریں اس میں آپ بولئے تقریر میں بول دیں آپ-----(مداخلت)------ شہزاد گل صاحب میری بات سنیئے ----(مداخلت) ---- شہزاد گل صاحب آپ تشریف رکھیئے----(مداخلت) ---- آپ بیٹھیے آپ تشریف رکھیں۔ میں ساجد میر صاحب کو فلور دیتا ہوں۔اپنے فیصلے پر مہربانی فرما کر جو آپ نے فیصلہ کیا ہے اس پر کاربند رہیے گا میں دوبارہ دست بستہ آپ صاحبان سے عرض کرتا ہوں۔ جو فیصلہ آپ نے کیا آپ کے لیڈر صاحبان نے کیا خدارا اس پر آپ کاربند رہیے اور اس پر کام کیجیئے گا---(مداخلت)---- آپ تشریف رکھیں یہ فیصلہ ہوا تھا تمام رولز کو suspend کر کے باضابطہ طور پر اس کی اجازت دی گئی اور تمام کارروائی کو suspend کرکے کہا گیا فیصلہ یہ ہوا کہ چار اصحاب ایک طرف سے اور چار دوسری طرف سے بولیں گے یہ فیصلہ ہو چکا ہے متفقہ طور پر اس پر کاربند ہیں ہم اس پر چلیں گے اور ساتھ یہ فیصلہ ہوا کہ ہم کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھائیں----(مداخلت)---- آپ ان صاحبان سے بات کرلیں اگر اجازت ملتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری رولنگ یہ ہوئی ۔ شہزاد گل صاحب میری بات سنیں۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ میں ساجد میر صاحب کو فلور دیتا ہوں جی۔

(مداخلت)

جناب ساجد میر۔ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین ۔اپنے فیصلے پر مہربانی فرما کر کاربند رہئیے گا میں دوبارہ دست بستہ عرض کرتا ہوں آپ صاحبان سے جو فیصلہ آپ کے لیڈر صاحبان نے کیا خدا را اس پر کاربند رہیں ۔ اور اس پر کام کیجئے گا۔ جی مندوخیل صاحب

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔جناب میرا بھی حق ہے اس پر بولنے کا آپ میرا حق کیوں چھین رہے ہیں؟ میں بھی ایک پارٹی کا لیڈر ہوں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ جناب راجہ صاحب سے بات کرلیں آپ تشریف رکھیں جب وقت ہوا تو میں آپ کو موقع دوں گا ۔ فیصلہ ہوا تھا اور تمام کارروائی اور رول معطل کر کے

باضابطہ طور پر اس کی اجازت دی گئی ۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ چار اصحاب ایک طرف سے اور چار دوسری طرف سے بولیں گے ۔یہ متفقہ فیصلہ ہو چکا ہے آپ اس پر کاربند رہیں اور اس پر چلیں۔ اور ساتھ ہی یہ فیصلہ ہوا کہ ہم کوئی point of order نہیں اٹھائیں گے۔ آپ راجہ صاحب اور ملک قاسم صاحب سے بات کر لیں اگر اجازت ملتی ہے تو پھر میں دیکھ لوں گا ۔ جی جناب ساجد میر صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میں نے آپ کا حق نہیں چھینا ہاؤس کا یہ متفقہ فیصلہ ہوا ہے میرا اپنا فیصلہ قطعاً" نہیں ہے ۔ جو فیصلہ رول کو معطل کرنے کے بعد کیا گیا ہے میں وہ آپ کو سنا رہا ہوں ۔ جی ملک قاسم صاحب۔

ملک محمد قاسم۔ جناب میں رہ نہیں سکتا ایک بات کرتا ہوں میں ایسی باتیں نہیں کیا کرتا ایک طرف تو ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں ۔ میں آپ کو نہیں کہہ رہا آپ کو تو پتہ ہی نہیں تھا۔ اس سارے ہاؤس میں کوئی تھا یا نہیں تھا let us not go into it اس سارے ہاؤس نے متفقہ فیصلہ کیا کہ

Rule were suspended, adjournment motions and the question hour was suspended and four speakers from that side from the opposition and four speaker from this side will participate in the debate, and it was also decided that we would not raise points of order in this debate because it is an important debate. Mr. Khattak says that this is very important thing I also say that this is a very important thing, but when we talk of democracy, you say that you took a train march for democracy. You asked for strike for democracy, then what sort of democracy is this that the representatives of the people are not prepared to accept the unanimous decision of this House. It is not fair I amsaying it for you and I am saying for my self, I am saying for the whole of the House.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. I will give the floor to Sajid Mir.

حافظ صفدر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ حافظ فضل محمد صاحب تشریف رکھیئے میرے پاس جو لسٹ ہے وہ چار چار کی ہے۔ اور میں چار کو ہی بولنے دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب ساجد میر صاحب۔

جناب ساجد میر ۔یہ بات بڑی افسوس ناک ہے کہ آج ہم اس اعلیٰ جمہوری ادارے میں بیٹھ کر جمہوریت کی مٹی پلید ہونے کا ماتم کر رہے ہیں اور یہ بات اور بھی زیادہ افسوس ناک ہے کہ جس پارٹی کی حکومت میں یہ ماتم کیا جا رہا ہے اس کو اتفاق سے جمہوریت کی سب سے بڑی چیمپئین کی دعویدار ہونے کا اعزاز حاصل ہے جناب عالی میں دو دن پہلے ہی اس ایوان میں گزارش کر رہا تھا کہ بدقسمتی سے پیپلز پارٹی کی تمام حکومتوں کا جمہوری ریکارڈ انتہائی داغدار رہا ہے یہی وہ پارٹی ہے جس کی پہلی حکومت میں اس پارٹی کے برسراقتدار آنے سے پہلے متحدہ پاکستان میں ایک انتخاب ہوا اور اس کے نتائج کو اس پارٹی نے تسلیم کرنے سے انکار کیا جس کے نتیجے میں ہمارا ملک دو لخت ہوا اس پارٹی کے برسراقتدار آنے کے بعد کراچی سے اسلحہ کی برآمدگی کا ڈرامہ رچا کر بلوچستان میں ایک جائز قانونی منتخب حکومت کو ختم کیا گیا اور اس کے بعد سرحد میں بھی صوبائی حکومت کو ختم کیا گیا۔ بلوچستان میں فوج کشی کرنے کی ذمہ دار بھی پیپلز پارٹی ہے جو جمہوری ہونے کی دعویدار ہے جناب اجمل خٹک کو اکثر یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ وہ یہاں سے افغانستان گئے اور وہاں یہ ہوا' وہ ہوا اس بات پر کبھی کسی نے غور نہیں کیا کہ وہ کونسے حالات تھے ؟ لیاقت باغ میں وہ کون سے حالات پیدا کئے گئے ؟ جمہوریت کے چیمپئین نے' کس طرح نہتے عوام پر فائرنگ کی اور کون سے حالات پیدا ہوئے جن کے نتیجے میں ان کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا ؟ جناب عالی جمہوریت کے جو سچے دعویدار ہوتے ہیں وہ دلائی کیمپ قائم نہیں کرتے وہ لیاقت باغوں میں فائرنگ نہیں کرتے وہ تاجپورہ لاہور کے جلسے نہیں الٹاتے وہ مخالفین کی تذلیل نہیں کرتے وہ ان کو ذلیل کرنے سے گریز کرتے ہیں ان کو قتل نہیں کرتے ۔ جناب عالی جہاں تک پیپلز پارٹی کی دوسری حکومت کا تعلق ہے اس نے ایک دفعہ پھر بلوچستان میں اسمبلی ختم کر کے اپنے جمہوریت نواز ہونے کا ثبوت دیا اور اب یہ جو تیسری حکومت ہے اس میں بار بار یہ کہا ہے کہ عوام ٹرین مارچ کرے' نجات ٹرین چلائیں ہڑتال کریں بڑے بڑے جلسے کریں مظاہرے کریں ہماری صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا جناب عالی جو جمہوری حکومت ہوتی ہے جو سچی جمہوری حکومت ہوتی ہے وہ تو دو افراد کے احتجاج کو بھی درخور اعتنا

سمجھتی ہے ان کو بھی نظر انداز کرنے سے گریز کرتی ہے یہ عجیب طرح کی جمہوری حکومت ہے کہ لاکھوں افراد کے سڑکوں پر آنے کے باوجود ' ان کے موثر طور پر ہڑتال میں حصہ لینے کے باوجود یہ اس بات پر سوچنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ عوام آخر اس سے کیوں ناراض ہیں ؟

جناب عالیٰ ! میں ان سے اس اخلاقی برتری کی قطعاً توقع نہیں رکھتا کہ یہ اس ہڑتال سے یا نجات ٹرین سے متاثر ہو کر مستعفیٰ ہوں گے ' میں بھائیوں کی اس توقع میں قطعاً شریک نہیں ہوں ' میں ان سے اس اخلاقی برتری کی قطعاً توقع نہیں رکھتا ۔ لیکن یہ توقع ضرور رکھتا ہوں کہ ان کو بیٹھ کر سوچنا چاہیئے کہ آخر آٹھ نو ماہ کے مختصر عرصے میں عوام اتنے لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ان سے کیوں ناراض ہیں ' ان کی وہ کون سی غلطیاں ہیں جن کی بنیاد پر عوام نے اپنے بھرپور احتجاج کا مظاہرہ کیا ہے ۔ اور یہاں ہم سنتے رہتے ہیں ' ہمارے بھائی شفقت محمود صاحب بھی اگلے دن فرما رہے تھے ' اس بات کو دہرا رہے تھے کہ ہم نے کوڑے کھائے ہیں ' قیدیں کاٹی ہیں اور جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں ' جناب عالیٰ اگر یہ قربانیاں دینے کے بعد ' یہ جمہوری رویے اپناتے ' جمہوری انداز میں حکومت کرتے ' اپوزیشن کو اس کا احترام دیتے ' عوام کے احتجاج اور مظاہروں کو جمہوری انداز میں توجہ دیتے ' پھر یہ بات تسلیم کی جا سکتی تھی کہ ان کی قربانیاں جمہوریت کے لئے ہیں ۔ چونکہ ان قربانیوں کے بعد انہوں نے جمہوری رویہ نہیں اپنایا اس لئے یہی کہا جائے گا کہ ان کی وہ قربانیاں جمہوریت کے لئے نہیں تھیں اپنے اقتدار کے لئے تھیں اور اپنی کرسی کے لئے تھیں ۔ جناب عالی رابطہ عوام مہم میں شرکت کر کے ' ایک بہت بڑے پیمانے پر شرکت کر کے ' نجات ٹرین میں کراچی سے پشاور تک شرکت کر کے اور ہر اسٹیشن پر اس ٹرین کا بھرپور ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں استقبال کر کے اور پاکستان کی تاریخ میں کامیاب ترین ہڑتال کر کے ' عوام نے یہ [illegible] نہ تو اس الیکشن کے نتائج کو تسلیم کیا ہے جس کی بناء پر یہ برسراقتدار آئے ہیں اور [illegible] ان کے ان رویوں کو پسند کیا ہے جو انہوں نے برسراقتدار آنے کے بعد اختیار کیئے ہیں [illegible] طرز حکومت عوام کی نظر میں بچا ہے ہمارے محترم شیخ رفیق صاحب تو بزرگ ہو چکے ہیں آخر کچھ فرق پڑ جاتا ہے عمر کے لحاظ سے ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پوری پارٹی کے اندر دیکھنے کی ' سوچنے کی ' سمجھنے کی صلاحیتیں مفقود نظر آتی ہیں

جناب عالی جمہوری حکومت یا کوئی بھی حکومت کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے یا

شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ چھپا کر برقرار نہیں رہ سکتی اور زیادہ عرصے تک باقی نہیں رہ سکتی ۔ ان کو سوچنا چاہئیے ' میں ایک دفعہ پھر گزارش کروں گا کہ ان کو سوچنا چاہئیے کہ آخر لاکھوں کی تعداد میں ' یہ لاکھ کہیں کہ ہڑتال ناکام ہوئی ہے لیکن ان کے اپنے منظورنظر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعتراف کیا ہے ' آج کے اخبارات آپ دیکھیں ' ان کے منہ سے بھی یہ بات نکل گئی ہے کہ 40% تک یہ ہڑتال کامیاب ہوئی ہے ۔ وٹو صاحب جس ہڑتال کو 40% کامیاب قرار دیتے ہیں یقینی طور پر وہ 140% کامیاب ہے ۔ اور حقیقت کا ایک لمبے عرصے تک انکار نہیں کیا جا سکتا ' نہ لمبے عرصے تک عوام کو بے وقوف بنایا جاسکتا ہے ۔ سرکاری media کو اگرچہ نہ صرف اپوزیشن کی کردار کشی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے بلکہ ملک کے عوام سے حقائق کو چھپانے کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے لیکن عوام جانتے ہیں ' ہر شہر کے عوام کو معلوم ہے کہ یہ ہڑتال کتنی کامیاب تھی اور اس سے پہلے جو احتجاج ہوا وہ کتنا موثر تھا اور جو جلسے جن کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور رابطہ عوام کی جو مہم اس نجات ٹرین سے پہلے چل رہی تھی اس کی مثال پاکستان کی پوری سیاسی تاریخ میں نہیں ملتی ۔ عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اور خود حکومت بھی جانتی ہے ۔ لیکن اس کی ایجنسیاں اس کو صحیح رپورٹ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں

جناب عالی ! مجھے اس سے ایک چھوٹا سا واقعہ یاد آتا ہے ' نجات ٹرین پر سفر کرتے ہوئے ایک اسٹیشن پر ایک ایجنسی کا آدمی ہم سے کچھ سوالات کر رہا تھا اور ہم نے اس سے پوچھا کہ فلاں اسٹیشن پر آپ کے اندازے کے مطابق کتنا ہجوم تھا ' انہوں نے کہا جی تھے تو پندرہ سے بیس ہزار افراد لیکن ہم نے اس کو ایک چوتھائی کم کر کے لکھنا ہے ۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ ؟ آپ حکومت کو صحیح picture کیوں نہیں دیتے ؟ حکومت بیشک media میں جھوٹ بولتی رہے لیکن کم از کم آپ ان کو صحیح pictuer تو دیں تا کہ ان کی آنکھیں کھلیں ' انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کے پابند نہیں ہیں ۔ ہم اپنے افسروں کے پابند ہیں اور افسر نہیں چاہتے کہ حکومت تک صحیح picture پہنچے ۔ اس لئے ہمیں یہ standing instructions ہیں کہ ہر ہجوم کو کم از کم چار سے تقسیم کر کے یا پانچ سے تقسیم کر کے show کرنا ہے ۔ ان ایجنسیوں پر اعتبار کرتے ہوئے یہ سمجھیں کہ ان تک صحیح اطلاعات پہنچ رہی ہیں ۔ ورنہ یہ ان کی ایسی کوتاہی ہوگی جس کی بناء پر ان کی حکومت پرسوں نہیں تو کل ہی ختم ہو سکتی ہے ۔ اس لئے ان کو صحیح ذرائع

معلومات بھی استعمال کرنے چاہیئے اور ان کو صحیح اطلاع دینی چاہیئے ۔ جناب عالی ' جہاں تک کل کی ہڑتال کے سلسلے میں ریاستی تشدد کا تعلق ہے ۔ کم از کم جو شہروں میں ہوا ' میں ذاتی طور پر اس کا گواہ ہوں ۔ میں سیالکوٹ میں موجود تھا ۔ لوگوں کو نشانہ بناکر ' لوگوں کے منتخب نمائندوں کو نشانہ بناکر ' مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ خواجہ آصف صاحب ایم این اے ' ہماری صوبائی اسمبلی کے ممبر ' جناب منشاء بٹ صاحب اور مجھے تاک تاک کرلاٹھیاں ماری گئیں ۔ اور اس کے بعد شیلنگ بھی ہوئی ' فائرنگ بھی ہوئی ۔ ہمارے کارکنوں کو نشانہ بناکر چار ' چار پولیس والوں نے ایک ایک کارکن کو پکڑ کر مارا ۔ اور بے دردی اور سنگدلی کے ساتھ مارا ۔ اس طرح کے رویے اختیارکرنے والی حکومت اگر پھر بھی یہ دعوٰی کرے کہ وہ جمہوری حکومت ہے اور اس کا انداز جمہوری ہے تو اس دعوے پر سوائے ہنسنے کے یا رونے کے اور کچھ نہیں کیا جا سکتا ۔ اسی طرح میں مشکور ہوں جناب اجمل خٹک صاحب کہ انہوں نے ہمارے ایک دینی ادارے گوجرانوالہ کے جامعہ محمدیہ کا ذکر کیا ہے ۔ میں اس سلسلے میں ان کا شکر گزار ہوں ۔ تھوڑی سی اسکی تفصیل میں جانے کی اجازت چاہوں گا ۔ جناب عالی ' یہ ملک کا ایک مقتدر تعلیمی ادارہ ہے ۔ اس کی حدود کے اندر داخل ہوکر لڑکوں کے کپڑے اتار کر ' ان کی شلواریں اتارکر ' طلباء اور اساتذہ کو مارا گیا ہے ۔ ان کو زخمی کیا گیا ۔ اور پھر ان کی شلواریں وہیں پھینک کر ' ان کو ٹرکوں میں بٹھاکر گرفتار کیا گیا ہے ۔ میں اعتراض کرنے والے اپنے محترم وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ایک کمیٹی بنائیں ۔ ابھی جاکر ' وہ تو ہوگیا جو ہو گیا لیکن جامعہ محمدیہ میں ابھی تک کوئی دروازہ سلامت نہیں ہے ' کوئی شیشہ سلامت نہیں ہے ' جس طرح کسی غیر ملکی فوج نے حملہ کیا ہوتا ہے ' اب بھی موجود ہیں وہ نشانات میں اب بھی جاکر ان کو دکھانے کے لئے تیار ہوں ۔ اسی طرح جناب عالی دوسرے شہروں میں ہوا ۔ یہ میرے پاس اسلام آباد کی abandoned پراپرٹی organization کا ایک خط موجود ہے یہ کہتے ہیں کہ ریاست میں حکومت نے ' اور اسکے اداروں میں ہڑتال کے سلسلے میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں دیا ۔ جناب یہ خط اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ کوئی کلاشنکوف لے کر بقول شیخ رشید صاحب کے کسی دکاندار کو دکان بند کرانے کے لئے نہیں کہا گیا ۔ کوئی بندوق اور رائفل لیکر نہیں گیا ۔ اس نے اپنی مرضی سے اپنی دکان بند کی ہے ۔ وہ اس ملک کا شہری ہے ۔ وہ اس بات کا حق رکھتا تھا کہ جائز اور پرامن طریقے سے اپنے احتجاج کا اظہار کر سکے ۔ کسی نے زبردستی اس کی دکان بند نہیں کرائی ۔ لیکن زبردستی یہ ہے کہ

حکومت کی طرف سے اس کو بیٹر issue کیا جاتا ہے کہ abandoned properties کے ایک کرایہ دار ہونے کے باوجود آپ نے ہڑتال میں کیوں شرکت کی ہے - اس لئے آپ ۱۵ دن کے اندر دکان خالی کر دیں - یہ شرمناک سورتحال' یہ منہ بولتا ثبوت ہے - دستاویزی ثبوت ہمارے پاس موجود ہے - یہ کہتے ہیں کہ زبردستی دکانیں بند کرائی گئی ہیں - جناب یہ کوئی زبردستی نہیں ہے - لوگوں نے اپنی مرضی سے اس حکومت کے خلاف نفرت کا' دکھ اور رنج کا اظہار کیا ہے - انہوں نے جس انداز سے لوگوں کو نشانہ بنایا ہے - اور جس انداز میں بڑے فخر اور غرور کے ساتھ' وہ اب یہ سمجھتے ہیں کہ عوام کی طاقت پر ریاستی جبر سے یہ قابو پا سکتے ہیں - اس سلسلے میں' میں ان سے یہی گزارش کر سکتا ہوں کہ-----

ہم نے دیکھا ہے وہ بت توڑ دیئے جاتے ہیں
جن میں ہو جاتا ہے انداز خدائی پیدا

جناب قائم مقام چیئرمین ، شکریہ جناب - بہت بہت شکریہ - اب میں جناب حسین شاہ راشدی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فلور لیں -

جناب حسین شاہ راشدی ، جناب چیئرمین' آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا - اور سچ بات یہ ہے کہ اس تحریک کی کوئی ضرورت نہیں تھی - ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یہ تحریک پیش ہوتی کہ' یہ ایوان مسلم لیگ کی عقل پر جو پردہ پڑ گیا ہے' اس کے لئے فاتحہ خوانی کرے - بڑی عجیب بات ہے کہ اپوزیشن میں جو چوں چوں کا مربہ بنا ہوا ہے - مختلف قسم کی پارٹیاں وہاں شامل ہیں مگر پروفیسر ساجد میر صاحب کی تقریر میں نے سنی ہے اور انہوں نے جناب اجمل خٹک صاحب کی حمایت میں تقریر کی تو مجھے ایک شعر یاد آیا پروفیسر ساجد میر صاحب کی تقریر سننے کے بعد کہ

واعظ نے ساقی سے کر لی ہے دوستی
یہ تو بڑی دلچسپ کہانی ہو گئی

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین - شہزاد گل صاحب no cross talk - جی جناب - carry on' ڈاکٹر صاحب please -

جناب حسین شاہ راشدی۔ میں گلہ تو جناب راجہ ظفرالحق صاحب سے کروں گا جو اپنی اپوزیشن کو کنٹرول میں نہیں رکھ رہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ آپس میں ملے ہیں۔ مگر مسلم لیگ نواز گروپ جیسے وہ مسلم لیگ (ن) کہتے ہیں مگر میں اس کو کہتا ہوں مسلم لیگ (ن) غنا' یعنی نون تو ہے مگر غنا ہے۔ اس کی اپنی کوئی قوت نہیں ہے۔ کوشش یہ ہو رہی ہے کہ کچھ ایسے لوگوں سے ملیں جو اس جنس کو ابھار کے مردانگی کی طرف آئیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مسلم لیگ کو میں جانتا ہوں سر میں اگر ایک ایک کا بیٹھ کے جواب دوں۔ میں تیار ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ please آغا صاحب۔ چلیں جی آپ چھوڑیں' جی آپ اپنی بات کیجئے جناب راشدی صاحب

جناب حسین شاہ راشدی۔ یہ interruption جو ہے وہ. جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے. ہم بالکل ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں کیونکہ قدرت نے جو ان کو لیڈر بخشا ہوا ہے یہ اس کی خداداد صلاحیت ہے کہ جو بات کرے گا غلط کرے گا اور اس وقت تو کیفیت یہ ہے کہ وہ قوم کے لیے پورس کا ہاتھی بنے ہوئے ہیں۔ جو بات کرتے ہیں اس میں دشمن کو ہمارے لیے مزید تیار کرتے ہیں کہ وہ ہم پہ حملے کرے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تحریک نجات جسے یہ کہتے ہیں' اس کی ضرورت کیا تھی۔ نجات تو جو ہے وہ ۱۹۹۳ء میں قوم نے ان سے ویسے ہی حاصل کر لی۔ اس وقت آخر کیا افتاد آن پڑی تھی' وہ کون سی علامات تھیں' وہ کون سے اسباب تھے جن کے لیے ان کو یہ تحریک نجات چلانے کی ضرورت پڑی۔ یہ لفظ ہی غلط ہے۔ نجات قوم نے ان سے پہلے ہی حاصل کر لی ہے۔ ٹرین مارچ کا ذکر ہوتا ہے کہ صاحب ہم گئے تو وہاں اتنے ہزار آدمی تھے' اتنے ہزار آدمی تھے۔ بحمداللہ ہم کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ تھے۔ مگر یہ مت سمجھیں کہ وہ آپ کی حمایت میں یا آپ کا دیدار کرنے آئے تھے وہ لوگ تو آئے تھے کہ دیکھیں ہمیں دو اڑھائی سال کن لوگوں نے لوٹا تھا۔ وہ تو عبرت حاصل کرنے آئے تھے۔ ہر اسٹیشن پہ وہ لوگ تھے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ please آغا صاحب آپ خاموش رہئے۔ آپ خاموش نہیں

رہ سکتے آپ تو اس کرسی صدارت پہ ۶ سال بیٹھے ہیں۔ خدارا آپ تو کم از کم ان آداب کا لحاظ کیجئے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ اب جو ہے وہ مجھے راجہ صاحب پہ افسوس ہے۔ نواز شریف صاحب تو بے بس تھے۔ میں سمجھتا ہوں راجہ صاحب بھی بے بس ہیں ان دوسروں کے سامنے۔ اس تحریک کی قطعا کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ تو وہ جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں کہ tea cup میں storm پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چار دکانیں بند ہوئیں، ۱۵ آدمی ان کو دیکھنے آئے اور فورا مطالبہ شروع ہو جاتا ہے کہ حکومت مستعفی ہو جائے۔ بھئی ہم کیوں مستعفی ہو جائیں، آخر ہم ایک مینڈیٹ کے ساتھ آئے ہیں وہ الیکشن جو کہتے ہیں کہ نہایت صاف ستھرا، شفاف الیکشن تھا۔ اس کے نتیجے میں لوگوں نے ہمیں پانچ برس کا مینڈیٹ دے کر ہمیں بھیجا ہے۔ اور ان کو انہوں نے reject کیا ہے، عوام نے۔ اور انہوں نے عوام نے ان کو ان کے اپنے ریکارڈ پر جو حکومت کا تھا اس پہ reject کیا ہے۔ آخر آپ دیکھیں کہ اس حکومت میں کیا کیا اسکینڈل نہ ہوئے۔ کسی آدمی یعنی اور تو اور غریبوں کی جو جمع پونجی تھی پوری عمر کی وہ بھی یہ لوگ ہضم کر گئے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے حضور کہ اس وقت کوئی ضرورت نہیں ہے اس جدوجہد کی جیسے یہ کہتے ہیں یہ تو محض اپنی خفت مٹانے کے لئے تمام کارروائی کر رہے ہیں۔ آخر کیا ضرورت تھی اور اس وقت کیا ہوا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ نوکریاں نہیں مل رہیں۔ یادش بخیر یہ پابندیاں نوکریوں پہ کس نے لگائی تھیں؟ اقرباء پروری کہاں سے شروع ہوئی تھی؟ رشوت ستانی کی سطح بڑھا کر اور سب سے اوپر کی حد تک کون لے گیا تھا؟ Banks کس نے لوٹے تھے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ایک حد تک تو انہوں نے اقتدار سے دور رہ کر برداشت کر لیا۔ لیکن اب ان کا دم گھٹنے لگا ہے کیوں کہ جو اقتدار کے مزے ہیں اور اس میں جو فوائد ہیں وہ سردست نہیں مل رہے۔ اقتدار ان کے لئے آکسیجن ہے۔ ان لوگوں نے جدوجہد کی ہی نہیں ہے۔ آج اس ایوان میں بیٹھ کے جس میں یہ ہمیں مطعون کرتے ہیں اور ہمیں موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ صاحب میں دعویدار ہوں اس کا، فخریہ بات کرتا ہوں کہ اگر آج یہ ایوان موجود ہے، آج قومی اسمبلی موجود ہے، اگر آج جمہوریت موجود ہے تو یہ فقط پیپلز پارٹی کی جدوجہد کا ثمر ہے۔ کہاں تھے وہ لوگ جب ایک نوجوان لڑکی جمہوریت کے لئے جیل کاٹ رہی تھی؟ جب ان پہ لاٹھیاں برسائی جا رہی تھیں، جب ان کے ساتھی تختہ دار پہ ہنس کے چڑھتے تھے تب وہاں کے بہت سے لوگ ایک آمر جنرل ضیاء کے سیاسی حرم میں خود مادھو بنے ہوئے تھے۔

اس وقت ان کو جمہوریت کی بات یاد نہیں آئی ۔ آج ہمیں درس دیا جا رہا ہے کہ ہم جمہوری نہیں رہے اور ہم جو ہیں فوراً ان کے ارشاد فرمانے پر' اب جیسے ہی انہوں نے دو آدمی جمع کر لئے ہم اپنا بوریا بستر لپیٹ کے چلے جائیں۔ یہ قطعاً نہیں ہوتا۔ عوام ہمارے ساتھ ہیں' لوگوں نے ہمیں چنا ہے اور ہم ان کی اس گیدڑ بھبکیوں میں نہیں آ سکتے۔ میں تو گزارش یہ کروں گا مسلم لیگ سے۔۔

ملک محمد قاسم۔ نون والی ۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ چونکہ جتنی بھی جائز مسلم لیگیں ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں میں دوسری مسلم لیگ کی بات کر رہا ہوں ۔ ایک مسلم لیگ (ق) ہے یعنی قوی ۔ دوسری مسلم لیگ (ج) جو ہے جائز اور یہاں تو ں نون غنہ ہے وہ تو صاف ظاہر ہے ۔ ہمیں اس میں کوئی تردد نہیں ہے اگر یہ جمہوری طریقے اپنائیں ' اگر یہ بغیر تشدد کے اور بغیر امن امان کا مسئلہ پیدا کرنے کے یہ تحریک چلائیں تو پیپلز پارٹی کچھ بھی نہیں کہے گی ۔ کیوں کہ اس سے بدتر حالات میں سے پیپلز پارٹی گزر چکی ہے ۔ پیپلز پارٹی اب دکھ سہہ کے کندن ہو گئی ہے ۔ جمہوریت کی جتنی عزت پیپلز پارٹی کرتی ہے ' جمہوریت کی قدر جو پیپلز پارٹی جانتی ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی اور پارٹی اس کے قریب بھی نہیں آ سکتی ۔ ہم کبھی بھی ان کو جمہوری طریقے اپنانے سے نہیں روکیں گے ۔ آخر ٹرین مارچ جو ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ کوئی ایک شیشہ بھی نہیں ٹوٹا ۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ صاحب آپ نے ٹرین مارچ کی تو ہم نے بھی تو آپ کے سر نہیں پھاڑے تھے ۔ باقی اگر ان کا خیال یہ ہے کہ آپ تحریک کا اعلان فرمائیں ' آپ دکانداروں کو زبردستی مجبور کریں کہ وہ دکانیں بند کریں اور حکومت پولیس بھی نہ بھیجے بلکہ حکومت پولیس والوں کو فوراً لمبی چھٹی بھیج دے تو یہ کوئی بھی حکومت نہیں کر سکتی۔ آج اخبارات میں یہ بات چھپی ہوئی ہے کہ خود محترم نواز شریف صاحب کے باڈی گارڈ کلاشنکوف لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ کل اپوزیشن کی طرف سے لال حویلی سے ابتداء ہوئی تھی پتھر بازی کی ۔ میں کسی کا نام نہیں لوں گا مگر خود اپوزیشن کے ایک مقتدر رہنما نے کہا کہ پہلے لال حویلی سے پتھر آیا اور وہ کسی کو لگا اور اس کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا تو اپوزیشن روزانہ یہ تحریک چلائے۔ اپوزیشن جمہوری حدود میں رہتے ہوئے اس کو جو کچھ چاہئیے وہ کرے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم اس پر بالکل خاموش رہیں گے ۔ ہمارا واسطہ تو عوام سے ہے ۔ یہ تو اپنے طور پر نغمہ سرائی

کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ دس، پندرہ، بیس آدمی جمع ہو گئے تو صاحب یہ عوام نے mandate دے دیا۔ بھائی عوام mandate بھی کسی طریقے سے دیں گے۔ بیلٹ بکس کے ذریعے دیں گے۔ وہ تو ہم نے پہلے ہی حاصل کر رکھا ہے۔ اب ہم ان کے کہنے پہ کیوں جائیں؟

آپ ایک چیز ثابت کریں کہ جس میں حکومت نے غیر جمہوری قدم اٹھایا ہو؟ میں آپ کو یاد دلاؤں جب محترمہ بے نظیر صاحبہ نے ٹرین مارچ کیا تھا تو پورے اسلام آباد میں کرفیو کا سماں تھا۔ اس زمانے میں بھی محترمہ پہ آنسو گیس کے شیل گئے تھے۔ اس کے باوجود بھی انہوں نے اپنی تحریک کی قیادت فرمائی تھی اور لغاری صاحب کو انہوں نے مارا تھا اور آج دو چار جگہ ایسے کوئی معمولی تصادم ہوا ہے یا کچھ لوگوں کو چوٹیں آئی ہیں تو آپ اتنا شور مچا رہے ہیں کہ صاحب یہ جمہوریت کی نفی ہو گئی۔ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔ آپ کوئی ایک چیز ثابت کریں اور آپ ایک چیز جو نہیں ہے اس میں سے آپ ایک issue پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ پہلے لوگوں کے پاس جائیں تو وہ دیکھیں کہ صاحب جس حکومت نے تقریباً دو سال تک پچاس کروڑ روپیہ Black money کو White کیا اور جس کا انہوں نے اعتراف اور اقرار بھی کیا۔ آخر لوگ جو ہیں وہ ان کے حوالے تو حکومت کرنے سے رہے۔ بھائی اگر آپ کا ریکارڈ اچھا ہوتا تو آپ عوام کی طرف سے ٹھکرائے کیوں جاتے؟ تو یہ انتخابات جو ہیں یہ نہ تو ہر چھ مہینے کے بعد ہوتے ہیں اور نہ اپوزیشن کی آواز پر حکومتیں مستعفی ہوتی ہیں۔ یہ تو جان بوجھ کے مسلم لیگ کو ان کے ساتھی تشدد کی راہ پر لا رہے ہیں۔ یعنی ٹرین مارچ کے لئے مسلم لیگ کو اپنی قوت کا تو پتہ تھا۔

ملک محمد قاسم۔ نون غنہ۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ نون غنہ ہاں ٹھیک ہے۔ مسلم لیگ نون غنہ کو اپنی حیثیت کا پتہ تھا۔ اس لئے ٹرین مارچ ہو یا ہڑتال ہو وہ ہمیشہ دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ ٹرین مارچ سے پہلے انہوں نے بے انتہا کوشش کی کہ کہیں نہ کہیں سے ہم ایم کیو ایم کو پھر اپنے دام میں گھیر کے لائیں اور ایم کیو ایم نے اس مرتبہ بڑی عقلمندی کا مظاہرہ کیا اور وہ غیر جانب دار رہے۔ پھر آپ نے دیکھا ہو گا کہ نواز شریف جب بھی جاتے ہیں وہ سرحد کی طرف جاتے ہیں اور بڑے بڑے اعلانات بھی جو ہیں وہ جا کر وہاں کرتے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کی اپنی حیثیت کوئی نہیں ہے اور یہ بالکل صفر ہے اور صفر کتنے بھی آپ ملاتے

جائیں جب تک اس کو ایک یا دو نہیں لگائیں گے اس میں قوت پیدا نہیں ہو گی۔

جناب سرتاج عزیز۔ تو فکر کس بات کی ہے؟

جناب حسین شاہ راشدی۔ ہمیں قطعی فکر نہیں ہے یہ جو آپ نوحہ گری کر رہے ہیں میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ ہمیں تو قطعی فکر نہیں ہے، ہمیں کل بھی فکر نہیں تھی، ترین مارچ کی بھی فکر نہیں تھی ہمارا واسطہ تو عوام سے ہے۔ فکر آپ کو لاحق ہے کہ آپ کا کیا ہو گا؟ آپ کو جو اقتدار سے دور رکھا گیا ہے اس کا کیا ہو گا۔ یہ جو آکسیجن آپ کو ملنا بند ہو گئی ہے اس کا کیا ہو گا؟ میں تو دراصل سر کچھ اپنی حکومت سے بھی گلہ کروں گا۔ وجہ یہ ہے کہ حکومت جو ہے وہ اپوزیشن کے ساتھ مفاہمت چاہتی ہے working relation ship چاہتی ہے تو بجائے ان کو ان ایوانوں میں لانے کی تکلیف کرنے کے اگر ان کو بین الاقوامی مالیاتی اداروں میں ملک کا نمائندہ بنا کر بھیجا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب میں ایک واقعہ بیان کروں گا۔ جناب جام صادق علی مرحوم کا جو ایک محفل میں بیٹھے ہوئے تھے۔

نشہ بڑھتا ہے شرابیں جب شرابوں میں ملیں۔

وہ کیفیت تھی۔ بات چل نکلی کہ دنیا کا امیر ترین ملک کون سا ہے۔ طے یہ پایا کہ کویت کے امیر کے پاس سب سے زیادہ دولت ہے۔ جام صادق علی نے کہا کہ جناب آپ مجھے اس کا فنانس منسٹر لگوا دیں۔ اگر ایک مہینے کے اندر وہ الفنسٹن سٹریٹ میں بھیک نہ مانگتا پھرے تو میرا بھی نام جام صادق نہیں ہے۔ آپ بھی ان کو بین الاا قوامی مالیاتی اداروں میں بھیج دیں۔ انشاء اللہ آپ کے صدر کلنٹن بھی ادھر بیٹھے ہوں گے کہ صاحب ان سے جان چھڑاؤ۔ جن کی صلاحیتیں ہیں اس سے حکومت تو فائدہ نہیں لے رہی ہے اور بین بجائے جا رہی ہے کہ صاحب آپ جمہوری اقتدار میں آئیں۔ یہ غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو مالیاتی اداروں میں ــــــ ہمارے ایک حسن عابدی صاحب گئے تھے وہ یورپ سے مغرب کا بھٹہ بٹھا کر آئے۔ جو انگریز رات کو بھی سوٹ ٹائی میں سوتا تھا۔ وہ کمبخت اب چڈی اور بنیان میں دفتر جاتا ہے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ جو اپوزیشن کی صلاحیتیں ہیں ان کو استعمال میں لانا چاہئیے۔ ان سے بھی میں گزارش کروں گا کہ یہ جمہوریت کے جھمیلے میں نہ پڑیں۔ جمہوریت کے لئے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ اس کے

لئے بڑے صبر واستقلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے قربانی کا جذبہ چاہئیے ۔ جو ناز ونعم سے پلے ہیں۔ وہ جمہوری اقدار سے کہیں آشنا نہیں ہو سکتے ۔ میں عرض کروں گا کہ پاکستان کے عوام نے mandate پہلے ہی پیپلز پارٹی کو دے دیا ہے ٹرین مارچ کا حشر بھی ہم نے دیکھ لیا۔ اس میں بھی حکومت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ کل کی ہڑتا ل بھی ہم نے دیکھ لی ماشاء اللہ یہ دوسری بھی کوشش کریں ۔ ان کو اگر جمہورت چلانی ہے تو میں ان کو دعوت دوں گا کہ اس کرسی سے اٹھ کر یہاں آ جائیں تو ان کو پتہ چلے کہ جمہوریت کیا ہے ؟ باقی حکومت نے Law and Order کا مسئلہ پیدا نہیں ہونے دیا ۔ یہ کوشش کی گئی کہ امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو چند لاشیں گریں ان کو کندھوں پر اٹھا کر اس پر سیاست کی جائے حکومت نے اس سے گریز کیا ۔ حکومت نے بڑی عقلمندی سے کل والے معاملے سے نپٹا ہے یہاں سے یعنی لال حویلی سے کوشش کی گئی کہ جھگڑا ہونا چاہیئے ۔ لوگوں کو ہڑتال کی کال دے کر اور پھر لوگوں کو اپنے مکانوں پہ جمع کرنا یا جلوس نکالنا یہ ہڑتا ل نہیں تھی لوگوں نے ہڑتال کو ناکام بنا دیا ہے ۔ حکومت نے چونکہ احتساب کا سلسلہ شروع کیا ہے اور اپوزیشن دیکھ رہی ہے ۔ اپوزیشن کیا بس وہ ایک پارٹی وہ نون عنہ اس نے دیکھا ہے کہ اس کا دائرہ اب تنگ ہو رہا ہے ۔ تو اس لئے یہ تمام چیزیں کر رہے ہیں۔ اور ان کے ساتھی جو ہیں مسلم لیگ کے وہ بھی ان کو اکسا کر اور چونکہ۔۔۔ اگر مرے گی تو مسلم لیگ مرے گی ۔ ان کو تو کچھ نہیں ہو گا ۔ تو ان کو تو جو ہے وہ دوسری پارٹیوں کے جو ان کے ساتھ ہیں ۔ ان کو تو ایک اچھا خاصا ایک قربانی کا بکرا مل گیا ہے ۔ جب بھی کچھ ہوتا ہے اس کو گلے سے پکڑ کر آگے کر دیتے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میں خود مسلم لیگ نون عنہ کو بھی یہ کہوں گا کہ وہ مہربانی کر کے ذرا ہوش سے کام لے لیں اور وقت کا انتظار کرے ۔ جمہوری طریقہ جو ہے وہ یہ ہے کہ پانچ برس تک آپ صبر کر کے بیٹھیں اس اثناء میں اگر آپ کو ایسی کوئی چھوٹی موٹی ضرورت ہے تو ہم پوری کرنے کے لئے بھی تیار ہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے

(تالیاں)

ہم اتنے نا قدرے نہیں ہیں اتنے ظالم نہیں ہیں ۔ مگر ان کو صبر کرنا ہوگا ۱۹۹۸ میں الیکشن ہوں گے۔ اس اثناء میں اگر آپ ان ایوانوں میں آئیں اگر ہماری کوئی غلطیاں ہوتی ہیں تو آپ ہمارے سامنے جمہوری انداز میں یہاں لائیں۔ اور ہمیں بتائیں جو کہ اپوزیشن کا کردار ہے اور ہم

بالکل کھلے ذہن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی بھی اچھا طریقہ کوئی بھی اچھی تجویز آتی ہے تو پیپلز پارٹی اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے۔ باقی میں ان سے استدعا کروں گا کہ یہ سلسلہ جو انہوں نے شروع کر رکھا ہے۔ یہ خود ان کو ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے اور مجھے ان کے ساتھ بڑی ہمدردی ہے۔ میں ان کو بے موت مرتا نہیں دیکھ سکتا۔ شکریہ جناب۔

Mr. Acting Chairman: Now, I will give the floor to Prof. Khurshid Ahmed Sahib. Please, what would be the sense of the House?

(interruption)

Syed Iqbal Haider: We have to continue, Sir.

Mr. Acting Chairman: Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

پروفیسر خورشید احمد۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور قائد حزب اختلاف محترم راجہ صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے حزب اختلاف کی طرف سے مجھے بھی اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میری گزارشات نہ اس غیض و غضب کی مثال ہوں گی جو میرے پیش رو کچھ معزز مقررین نے اختیار کیا اور نہ اس مزاح اور ظرافت کا نمونہ ہونگی۔ جیسے ابھی ہم نے سنا۔ میں اپنے مزاج کے اعتبار سے بھی اور خصوصیت سے جو حالات اس وقت ملک کے ہیں۔ جو خطرات ملک کو اندر اور بیرون سے درپیش ہیں اور جو بے چینی اور اضطراب عوام میں پایا جاتا ہے۔ ان تمام کی وجہ سے بڑی درمندی کے ساتھ، بڑے خلوص کے ساتھ اور بڑے اختصار کے ساتھ حکومت اور قائد حزب اختلاف اور ان تمام کو جو کچھ بھی اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں چند گزارشات پیش کروں گا۔

جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ خالص جذباتی انداز میں اس مسئلے پر غور نہیں کرنا چاہیے۔ میری جماعت نے اس ہڑتال میں شرکت نہیں کی لیکن میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ہڑتال کامیاب ہڑتال تھی۔ خواہ کسی بھی ---- بلکہ میں درخواست کروں گا کہ اگر آپ حضرات اس کو برا محسوس نہ کریں۔ میں جو دردمندی سے بات کر رہا ہوں اور میری کوشش یہ ہے کہ میں آپ سب کے سامنے کچھ باتیں رکھوں۔

ان پر آپ غور کر لیں ۔ یہ آپ کا میری گزارشات کے جواب میں بہترین welcome ہو گا اور ہدیہ ہو گا تو میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ ہڑتال ہر سیاسی اعتبار سے ایک کامیاب ہڑتال تھی اور اس سے بحث اس طرح brush aside کر دینا ' جس طرح ہمارے کچھ دوست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میرا یہ خیال ہے کہ یہ ایک صحت مند چیز نہیں ہے نہ حکومت کے لئے اور نہ حزب اختلاف کے لئے ۔ حزب اختلاف کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ بلاشبہ یہ کامیاب ہڑتال تھی لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انہوں نے بازی جیت لی ہے۔ ہڑتالیں ماضی میں بھی ہوئی ہیں ' آئندہ بھی ہوں گی اور ہڑتال ایک معروف جمہوری طریقہ ہے احتجاج کا لیکن حقائق کو تسلیم کرنا چاہیے اور حقائق کو تسلیم کر کے یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم ان کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں اور حالات کو کس طرح بہتر بنا سکتے ہیں؛

جناب والا ! ہڑتال کی کامیابی میں بلاشبہ اس بات کا دخل ہے کہ مسلم لیگ' نواز شریف اور اس کی حلیف جماعتوں نے عوام کے سامنے اپنے کو پیش کیا ۔اور عوام اس وقت جن مشکلات سے دوچار ہیں' جو مسائل ان کے لئے پیدا کر دیئے گئے ہیں ماضی کی حکومتوں کی وجہ سے اور جو مسائل موجودہ حکومت کی غلطیوں یا کوتاہیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ' انہوں نے اس کا بروقت فائدہ اٹھایا اور یہ strike دراصل اس بات کی علامت ہے کہ ملک کے حالات درست نہیں ہیں ' عوام بے چین ہیں' عوام مشکلات سے دوچار ہیں ۔ وہ معاملات کا حل چاہتے ہیں اور وہ مضطرب ہیں اور اپنے اضطراب کا اظہار کر رہے ہیں ' خدا کے لیے صحیح سگنل دیجیئے اگر آپ نے بروقت سگنل نہ دیا تو اس سے حالات بگڑیں گے ' سنوریں گے نہیں۔ اس بنا پر میں کہتا ہوں کہ ہمارا رویہ ' ان حالات سے سبق سیکھنے اور صحیح نتائج نکالنے کا ہونا چاہیئے ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کا جو دستوری نظام ہے اس میں پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں کو اسمبلی میں وہ اکثریت حاصل ہے جس کی بنا پر انہوں نے حکومت بنائی ہے لیکن ساتھ ہی ان کو یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اگر انتخابات کے نتائج کا بے لاگ تجزیہ کریں تو یہ فی الحقیقت قوم نے ایک split mandate دیا ہے ۔ کسی ایک پارٹی کو عوام نے مکمل اختیار نہیں دیا یہی وجہ ہے کہ آپ کو اپنے ساتھ دوسروں کو ملانا پڑا ہے ۔ ایسے حالات کے اندر یہ سمجھنا کہ ہمارا mandate untarnished ہے ہمارا mandate مکمل ہے ' ہم جو چاہیں کر لیں ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات صحیح نہیں ہوگی اور ویسے بھی جمہوریت کا تو مزاج یہ ہے کہ جمہوریت میں کچھ لو اور کچھ دو ہوتا ہے ۔

جمہوریت میں محض حکومت میں آ جانے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اب آپ کو مکمل اختیار ہے جو چاہیں آپ کریں۔ جمہوریت تو قانون اور دستور کی پابندی کا نام ہے۔ جمہوریت اس بات کا نام ہے کہ آپ نے جو عوام سے وعدے کیے ہیں انہیں آپ پورا کرنے کی کوشش کریں اور جمہوریت اس بات کا نام ہے کہ آپ حزب اختلاف اور دوسروں کو بھی وہ تمام حقوق دیں جن کے بغیر کوئی سیاسی نظام صحیح طور پر کام نہیں کر سکتا تو اس بنا پر میری نگاہ میں یہ دعوے جو ہیں یہ بڑے محل نظر ہیں اور ہمیں اس سطح سے اونچا ہونا چاہیئے خاص طور پر اس ایوان میں، قومی اسمبلی میں، جو اس ملک کی قسمت کے فیصلے کر رہے ہیں ان کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے اور اعتدال کے ساتھ مفاہمت کا راستہ نکالنے کی کوشش کریں۔

جناب والا! میں آپ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے بھی اور بڑی حزب اختلاف نے بھی اس بات کی کوشش نہیں کی کہ ایک دوسرے کو تسلیم کرکے، اختلاف کو اپنی حدود میں رکھتے ہوئے، نظام حکومت کے کام کو چلایا جائے۔ آج ملک میں امن وامان کی صورتحال نہایت ناگفتہ بہ ہے بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں اور ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچیں اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ملک کے کیا حالات ہیں، صرف کراچی کے ہی نہیں، کراچی تو جل رہا ہے اور بدقسمتی سے اس آگ پر تیل ڈالنے کا کام سب کر رہے ہیں کسی کو اس کی فکر نہیں ہے کہ یہ گلشن کس طرح تباہ ہو رہا ہے جس نے پورے ملک کی خدمت کی ہے لیکن آج کوئی دن نہیں ہے کہ وہاں پر چھ، چھ، دس، دس، بیس، بیس لاشیں نہ اٹھتی ہوں۔ کوئی دن نہیں ہے کہ وہاں پر تیس، تیس، چالیس چالیس اغوا کی وارداتیں نہ کی جاتی ہوں۔ کوئی دن نہیں ہے، کہ وہاں پر پچاسیوں ڈاکے نہ پڑ رہے ہیں۔ آپ کے اس شہر کے یہ حالات ہیں لیکن مجھے بڑے دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہی حالات اب آہستہ آہستہ پورے ملک میں پھیلتے جا رہے ہیں۔ آج کہاں جان، مال، عزت محفوظ ہے۔ وہ حکومت جو اپنے شہریوں کو، بلا امتیاز، جان مال اور عزت کا تحفظ نہیں دے سکتی اس کو اپنے آپ کو حکومت کہنے کا حق نہیں ہے خواہ مغربی فلسفہ سیاست کو آپ لیں، خواہ اسلام کے فلسفہ سیاست کو آپ لیں۔

بیروزگاری روزافزوں ہے۔ قیمتیں برابر بڑھ رہی ہیں اور جو لوگ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ یہ قیمتیں اس لیے بڑھ رہی ہیں کہ ایک عالمی رجحان ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ قیمتوں کے بڑھنے میں ہماری غلط معاشی حکمت عملی، ہماری غلط منصوبہ بندی اور ہماری غلط پالیسیوں کا بہت

بڑا دخل ہے ۔ اور اس معاملے میں نئی حکومت بھی کوئی بنیادی تبدیلی نہیں لا سکی کوئی ایسا معاشی نظام نہیں دے سکی ہے جس سے معاشی معاملات کو درست کیا جا سکے ۔ یا کم از کم درستگی کی طرف لایا جائے ۔ خدا را اگر آپ اس ملک کے اداروں کو سیاسی انداز میں دیکھیں گے۔ وقت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے ۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ہوا میں بنا لیں کہ ہاں ہاں ہم نے اتنے لوگوں کو کھپا دیا ہے ۔ لیکن آپ اس ملک کے ساتھ انصاف نہیں کر رہے ہیں ۔ آپ اس ملک کے اداروں کو کمزور کر رہے ہیں۔ بگاڑ رہے ہیں۔ Politicize کر رہے ہیں ۔ جس سے کل ہماری آنے والی نسلیں جو ہیں وہ آپ کو معاف نہیں کریں گی۔ تعلیم کو دیکھیئے کیا حال ہے۔ تعلیمی اداروں میں بچے پڑھنے کے لئے نہیں جاتے ہیں ۔ رزلٹ کو دیکھیئے کیا صورتحال ہے ۔ مجھے ایک نہیں متعدد سلیکشن بورڈ میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے اور میں آپ سے بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ وہ ہمارے candidate جو فسٹ کلاس ایل۔ ایل ۔ ایم کی ڈگری لے کر آتے ہیں وہ انٹرویو میں قانون کے بنیادی سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے ہیں ۔ وہ معاشیات کے scholars جو ایم اے فسٹ کلاس کی ڈگری لے کر آئے ہیں وہ معاشیات کے بنیادی سوالات کا جواب نہیں دے سکتے ۔ ہم کہاں جا رہے ہیں ۔ آج تو آپ کو دو سطریں لکھنے والے مل جاتے ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو پھر آپ کو دو سطریں لکھنے والے بھی نہیں ملیں گے ۔ یہ حالت ہے ملک کی ۔ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے ۔ کون سا دن ہے کہ تیس چالیس افراد شہید نہ ہو رہے ہوں۔ ہم ان تمام حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے کیا کر رہے ہیں ؟ ملک isolate ہو رہا ہے۔

جناب والا یہ ہیں ملک کے مسائل اور اس پر عوام بے چین ہیں ۔ ذرا غور تو کیجئے جس ملک کے پورے بنکنگ سسٹم کے advances تقریبا" ساڑھے تین سو بلین روپے ہیں جن میں سے بیاسی بلین یعنی چوتھائی یا تو write off یا default یا immobile ہے۔ دنیا بھر میں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ معاشی ترقی کیلئے سرمائے کو سستا کیجئے ۔ آج مغربی ممالک میں سود کی لعنت ہے ۔ لیکن سود کی لعنت کو بھی وہ اسطرح استعمال کر رہے ہیں کہ ہر جگہ اس کی شرح کو گرایا جا رہا ہے تا کہ مثبت اثر پڑے۔ مغربی ممالک کے اندر بنیادی شرح دو فیصد، تین فیصد اور چار فیصد ہے ۔ لیکن آپ کے ہاں ۲۲ فیصد سود کی شرح ہے ۔ اور آپ ۲۲ فیصدی سود آپ دے دیں تو وہ ایک expense ہے لیکن آپ کسی کو ۸ فیصد منافع دینا چاہیں تو وہ expense نہیں ہے ۔ یہ آپ کے حالات ہیں ۔ اس پر عوام بھی بے چین ہیں۔ اور آپ ذرا اپوزیشن اور

گورنمنٹ دونوں کی تقریروں کو دیکھ لیجئے اس کا لب لباب یہ ہے ۔ وہ اس کو کہہ رہا ہے کہ تو ملک دشمن ہے ۔ وہ کہہ رہا ہے تو ملک دشمن ہے ۔ وہ اس کو کہہ رہا ہے کہ تو سکیورٹی کیلئے خطرہ ہے ۔ وہ اس کو کہہ رہا ہے کہ تو سکیورٹی کیلئے خطرہ ہے ۔ وہ اس کو کہہ رہا تم چور ہو ۔ وہ اسے کہہ رہا ہے تم چور ہو۔ وہ کہتا ہے تم نے رشوت لی ہے ۔ وہ اسے کہہ رہا تم نے رشوت لی ہے اور بدقسمتی سے جو بھی حقائق سامنے آئے ہیں یہ خرابیاں دونوں میں موجود ہیں، بڑی حد تک ہر ایک نہیں کچھ اچھے لوگ بھی ہیں ۔ معین قریشی کے زمانے کی جو لسٹیں آئی ہیں ؛ اس وقت سے لے کر کے آج تک جتنے facts سامنے آئے ہیں جو scandle آیا ہے ۔ تو آپ دیکھیئے کہ عوام اس وقت بے چین ہیں ۔ بلاشبہ یہ کامیاب strike ہے لیکن کامیاب strike اس لئے ہے کہ عوام بیزار ہیں اور اس وقت چونکہ حزب اختلاف نے initiative لیا ہے ۔ لوگوں تک پہنچے ہیں تو عوام نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ میں حکومت کو warn کروں گا کہ خدا را لوگوں کی بے چینی کو لوگوں کے اضطراب کو لوگوں کی مشکلات کو minimize نہ کریں

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خواہ وہ کوئی پولیٹیکل پارٹی ہو اس کا یہ سیاسی حق ہے کہ اسے ایوان میں بھی اور ایوان کے باہر بھی جمہوری طریقوں سے اپنی رائے کے اظہار کا موقع ملے اور رائے کو mobilize کرنے کی کوشش کی جائے ۔ میں ایک غیر جانب دار مبصر کی حیثیت سے یہ بات کہنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں میں خود مطمئن نہیں تھا اس strike کی کال پر اور اپنے دوستوں کے سامنے اس بات کا اظہار بھی کیا وہاں یہ مسلم لیگ کا ، اے ۔ این ۔ پی کا جمہوری حق تھا ۔ لیکن اس کا رد عمل حکومت کی طرف سے جو ہوا اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے ٹی وی پر جس طرح اس strike کے اوپر حکومت کے رد عمل کو دیکھا اس میں صاف بوکھلاہٹ اور panic تھی اور جو لوگ اپنے آپ کو جمہوریت کا علمبردار کہتے ہیں انھیں اس طریقے سے زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قسم کے معاملات پر اس طرح رد عمل show کریں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم میں یہ تحمل ہو اور دوسرے کو موقع دیں اور اگر آپ نے اس طرح شور و غوغا نہ کیا ہوتا اور وہ راستے اختیار نہ کئے ہوتے تو میں سمجھتا ہوں کہ صورت حال زیادہ بہتر ہوتی ۔ ملک کی فضا بہتر ہوتی ۔ ایک نہیں، بے شک دس دس strikes ہوں، کوئی بات نہیں ۔ آپ پر یہ وقت تھا تو آپ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ ہم نے بھی کی ہیں ، البتہ تشدد نہیں ہونا چاہئے۔ violance نہیں ہونی چاہئے اور یہ کسی کی طرف سے بھی نہیں ہونا چاہئے

نہ حکومت violance کی طرف کسی کو لے کر جائے اور نہ حزب اختلاف۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ضرورت ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ہے؛ حالات کا تجزیہ کرنے کی ہے۔ یہی ایک وقت ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر point score کرنے کی بجائے کوئی با عزت مفاہمت کا راستہ نکالیں۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ یہ system تباہ ہو۔ مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اگر اسی طرح حزب اقتدار اور حزب اختلاف ایک دوسرے کے اوپر حملہ آور رہیں تو اس ملک کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس ملک کے سیاسی اداروں کی بساط لپیٹی جا سکتی ہے۔ اس میں مجھے، آپ کو، نیشنل اسمبلی، سینٹ، حکومت اور حزب اختلاف کو، پریس کو، ہمارے دینی عناصر کو اور وہ لوگ جو پارلیمنٹ میں نہیں ہیں لیکن با اثر ہیں، ان سب کو ایک کردار ادا کرنا ہے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ strike ہوئی ہے، بڑی کامیاب strike ہوئی ہے۔لیکن اب اس کے بعد بجائے اس کے کہ ہم تصادم کی طرف بڑھتے چلے جائیں ہمیں چاہئیے کہ ہم وہ راستہ نکالیں؛ جس سے مفاہمت working relationship پیدا ہو اور کم از کم وہ نیشنل issues جو critical ہیں؛ جن میں کشمیر کا مسئلہ ہے، ہمارا نیوکلیئر کا مسئلہ ہے، پر اتفاق رائے پیدا ہو سکے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے اوپر کس کس طرح سے جال ڈالا جا رہا ہے۔ آپ کے لئے energy development بہت ضروری ہے۔ میں بھی معاشیات کے ایک طالب علم کی حیثیت سے جانتا ہوں کہ اس کی کتنی اہمیت ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ thermal power کی development کے کیا فوائد ہیں اور اس کی کیا cost ہے لیکن اگر اس پروگرام کو directly یا inderectly متاثر کرنے کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ بہتر نہیں ہوگا اور جن لوگوں کی نگاہ امریکہ میں لکھی جانے والے چیزوں کے اوپر ہے؛ وہ یہ جانتے ہیں کہ وہاں کیلئے عام یہ بحث بھی ہو رہی ہے کہ جو ملک بھی یہ کہے کہ ہمیں energy development کے لئے نیوکلیئر کی ضرورت ہے تو کوشش کی جائے کہ وہاں پر thermal development ہو جائے۔ وہاں پر کوئی دوسرا راستہ develope ہو جائے اور ان کو اس راستے سے ہٹانے کے لئے pressurize کیا جائے۔ یہ ایک عالمی senario ہے ان سب چیزوں کو سامنے رکھا جائے۔ اس کے بعد ملک کے جو key issues ہیں؛ ان پر کوئی نہ کوئی understanding پیدا کی جائے۔ یہ صحیح ہے کہ حزب اختلاف کا یہ حق ہی نہیں بلکہ اس کا فرض ہے کہ جہاں خرابیاں نظر آئیں ان کا احتساب کرے۔ ان خرابیوں کو expose

کرے ۔ یہ جو ہم اس ہاؤس میں question hour رکھتے ہیں ، یہ کیوں کرتے ہیں؟ یہ تحریک التوا کس لئے ہے ؟ یہ محض شوق تقریر پورا کرنے کے لئے نہیں ہے ۔ یہ اس لئے ہے کہ پارلیمنٹ کا کام ہے کہ حکومت کا احتساب کیا جائے اور اس احتساب کے بغیر کوئی نظام نہیں چل سکتا ہے ۔ کوئی ترقی نہیں ہوسکتی ہے ۔ اس لئے اپنا حق لیجیے لیکن اپنے حق سے آگے نہ بڑھیے اور دوسرے کو ان کا حق دیجیے ۔ یہی راستہ زندہ رہنے کا ہے ، یہی راستہ ترقی کرنے کا ہے اور وقت کی بھی یہی ضرورت ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ وقت کی یہی ضرورت ہے ۔ اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ بجائے اس بات کے کہ ہم ایک دوسرے پر پتھر پھینکیں ، ہم ایک دوسرے سے dialogue کریں ۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس سینٹ نے بحیثیت مجموعی ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے ۔ جب دوسرے مقامات کے اوپر پتھر پھینکے جا رہے تھے ، ہم نے اس وقت بھی بات چیت کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی ۔ میں اس کے لئے حزب اقتدار اور حزب اختلاف ، دونوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ یہ راستہ اختیار کیجیے اور اس غلط فہمی میں نہ پڑیے کہ سب درست ہے ۔ آپ کو جو لوگ یہ بات بتلا رہے ہیں ، وہ آپ کے بہی خواہ نہیں ہیں ۔ ملک کے حالات خراب ہیں ، عوام بے چین ہیں ، عوام بے زار ہیں ، عوام کو مشکلات ہیں اور ان کو حل کرنا ہمارا اور آپ کا فرض ہے ۔ strike بھی ، میری نگاہ میں ، اسی بات کی عکاسی کر رہی ہے کہ عوام نے اس بات کی warning دی ہے کہ ہم ان حالات سے غیر مطمئن ہیں ۔ حکومت اگر اب بھی سنبھل جائے تو بہتر ہے ورنہ اگر وہ اسی راستے پر چلتی رہے گی تو پھر یہ حکومت ، حکمرانی کے اختیار سے محروم ہو جائے گی ۔

جناب والا! یہی میری گزارشات ہیں اور میں اپنی تقریر اس اپیل پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کریں ، آئیے ہم مل کر دیکھیں کہ کس طرح سے اس ملک کو سنبھالا جائے ۔ شکریہ !

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ میں جناب مسعود کوثر سے درخواست کروں گا کہ وہ floor لیں اور اپنی بات ایوان کے سامنے پیش کریں ۔

سید مسعود کوثر ۔ جناب والا! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے

ہونے کا موقع دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ایک انتہائی قابل احترام معزز رکن سینیٹ نے اٹھ کر کل کی ہڑتال کے متعلق جو واقعات ہوئے تھے۔ ان کو یکطرفہ طور پر بیان کرنے کی کوشش کی اور ہماری یہ استدعا تھی ہم proceedings میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالنا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ایک ضابطے کے تحت اس مسئلے کو اس ہاؤس کے سامنے لایا جائے اور دونوں اطراف کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ اپنا نکتہ نظر پیش کرسکیں۔ جناب چیئرمین میں آپ کا پھر مشکور ہوں کہ آپ کی دانائی اور حکمت عملی کی وجہ سے اس مسئلے پر آج دونوں فریقوں کو یہ موقع دیا گیا کہ وہ اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں۔ جناب والا! آج کل کی strike کے متعلق جو باتیں کی گئیں۔ ہم اس کو ایک انفرادی فعل قرار نہیں دیتے۔ ہمیں پیچھے جانا پڑے گا کہ کیسے قدم بقدم ان کڑیوں کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔ ایک آئینی حکومت کو غیر آئینی طریقے سے ہٹایا گیا۔ بڑی گہری سازش سے پہلے قوم کے ریاستی اداروں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ صدر پاکستان جو کہ وفاق کی علامت ہیں جو کہ جمہوری قاعدے اور آئین کے مطابق منتخب ہوئے ہیں۔ ان کی ذات پر حملے کئے گئے۔ وفاق کو کمزور کرنے کے لئے افواج پاکستان پر تنقید کی گئی۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ خود وہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے دشمن اس موقع کی تلاش میں ہیں کہ وہ پاکستان پر کسی وقت بھی حملہ کریں۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جناب والا جمہوریت کو کس طرح چلایا جائے اس کی ضمانت یہ آئین دیتا ہے اور آئین نے یہ طے کرنا ہے اور طے کیا جا چکا ہے کہ کس طریقے سے جمہوریت چلے گی۔ اگر ایک اقلیت کو زور، جبر اور تشدد سے حکومت کرنے کا موقع دینے کا نام جمہوریت ہے، تو جناب والا یہ غلط بات ہے اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے

(اس مرحلہ پر اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ معزز ایوان سے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ کیا آپ نماز کے بعد ہاؤس چلانا چاہیں گے؟ ۔ اس وقت دو مقرر صاحبان رہتے ہیں ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی آپ سے استدعا کروں گا کہ ہماری جو چھوٹی پارٹیاں ہیں ان کو بھی پانچ پانچ منٹ کا وقت دیا جائے ۔

سید اقبال حیدر ۔ جی جی بالکل ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اب دس پندرہ منٹ

کے لئے نماز کے لئے adjourn کرتے بھی ہیں تو اگر دوبارہ بیٹھیں بھی تو شام تک مشکل سے تقاریر ہی ختم ہوں گی۔ تو جیسے آپ بہتر سمجھتے ہیں فیصلہ کرلیں۔

سید مسعود کوثر ۔ میری ایک درخواست ہے کہ اگر مجھے دس منٹ دیئے جائیں تو میں اپنی تقریر ختم کردوں گا۔ تو پھر جو فیصلہ ہے کرلیں۔

(مداخلت)

سید مسعود کوثر ۔ میری درخواست ہے کہ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ پانچ سات منٹ لوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ نماز کے لئے تو وقفہ ہوگا ناں جی ۔ -- نہیں جی کیا ہم نماز کے بعد بیٹھیں گے۔ اب یہاں کہتے ہیں کہ نہیں ہم نہیں بیٹھیں گے۔

Let me take the sense of the House.

سید مسعود کوثر ۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ ابھی بحث کی جائے ۔ آج آپ نے دیکھا کہ وہ خود تقریریں کرکے چلے گئے ۔ اور جب جواب دینے کی باری آئی ۔ تو ہم یہ سمجھتے ہیں ----

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ بیرسٹر صاحب ! آپ کی پہلی لسٹ میں تین مقرر رہتے ہیں ۔ اور اس کے علاوہ بھی اور مقرر صاحبان ہیں جیسے یحییٰ بختیار صاحب نے فرمایا ہے ۔ وہ کچھ کہنا چاہیں گے ۔ حافظ صاحب اور مندوخیل صاحب بھی کچھ کہنا چاہیں گے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وقت تھوڑا سا لگے گا۔ اور اگر---- ساری کارروائی آپ کی ملکیت ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین۔ ساڑھے بارہ بجے کے بجائے اب ڈیڑھ بجے تک وقت دیا ہے ۔ اب دوسرا دن نہیں دے سکتے۔

جناب امداد علی اعوان ۔ مسٹر چیئرمین! آج یہ طے شدہ بات تھی کہ آج اس بحث کو ختم کیا جائے اور نماز کے وقفے کے بعد بیٹھا جائے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ جی جناب پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔جناب والا ! آج شام کو ایک میٹنگ بھی ہے ۔ تو اس کا بھی خیال رہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔جی ہاں جی مجھے پتہ ہے ۔تو میرا خیال ہے کہ ہاؤس کی sense بھی یہی ہے غالباً مشترکہ طور پر تو میں سمجھتا ہوں کہ صبح کے لئے ہاؤس کو adjourn کر دیا جائے ۔ ساڑھے نو بجے تک ۔

Syed Iqbal Haider: No, Sir, it will not carry out tomorrow. That is the opinion of just a few persons. Please do not own the sense of few persons. We are prepared to discuss it and let Mr. Masood Kausar complete his speech, then there will be break for 15 minutes for the *NIMAZ* and then we can come back.

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ نہیں ۔ دیکھیں بات یہ ہے کہ ہاؤس کی رضامندی ' ---- اقبال حیدر صاحب

سید اقبال حیدر ۔ ہاؤس تو رضامند ہے ' رضامندی ہماری بھی ہونی چاہیئے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ قابل احترام وزیر قانون صاحب ' مجھ کو ہاؤس کی sense لے کر ہی بات کرنی ہے ناں جی ۔

سید اقبال حیدر ۔ آپ ہاؤس کی sense نہیں لے رہے ہیں ' آپ اپوزیشن کی sense لے رہے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ نہیں میں ہاؤس کی sense لے رہا ہوں ۔

سید اقبال حیدر ۔ نہیں ' سر آپ ہاؤس کی sense نہیں لے رہے ہیں ' معافی چاہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے ' یہ سراسر زیادتی ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔اچھا تو پھر آپ بتا دیں کہ اس کا طریقہ کار کیا ہے ' وہ کیسے لی جا سکتی ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ ان کا تو یہ ہے کہ واویلا مچانے کے لئے روزانہ کوئی نہ کوئی چیز

چلتی رہے۔ آپ ہماری فراخدلی نوٹ کریں۔ ساڑھے بارہ بجے تک کا معاہدہ ہوا تھا' ہم اب ڈیڑھ بجے بھی چلانے کو تیار ہیں۔ لیکن دوسرے دن کے لئے ہم بالکل تیار نہیں ہیں۔ اگر یہ آج ختم نہیں کرنا چاہتے تو پھر بحث ختم۔ یہ بہت زیادتی کی بات ہو گی چیئرمین صاحب۔ آپ ہاؤس کی sense نہیں لے رہے ہیں-------

Mr. Acting Chairman: The House is adjourned to meet again at 9:30 tomorrow

----

[The House then adjourned to meet again at 9:30 in the morning on Thursday, Spet 22,1994].

PCPPI—4483 (97) Senate—13-9-97—180.

LIST OF AGENTS, AUTHORISED FOR SALE OF GOVERNMENT PUBLICATIONS

KARACHI

1. Mansoor Stationery Mart, Hassan Ali, Effendi Road, Opp. Light House Cinema, Karachi.
2. M/s Pioneer Book House, P.O. Box No.37, Awan Lodge Bunder Road, Opp. Dow Medical College, Karachi.
3. M/s. Royal Book Company, 232-Saddar Co-operative Market, Abdullah Haroon Road, Post Box No. 7737 Karachi 74400.
4. M/s. Petewala Book Corporation, Ismail Mension Stretchen Road, N.E.D College Road, Pakistan Chowk, Post Box No. 135, Karachi, 74200.
5. M/s. Sipra Book Company, A-12 Street No. 2, Usman Ghani Road, Manzoor Colony, Karachi. 75460.
6. M/s. Pakistan Law House, Pakistan Chowk, P.O. Box No. 90, Karachi.
7. M/s. Firdous Stationery Mart, 85 Liaquat Market Opp. New Mamon Masjid, M.A. Jinnah Road, Karachi.
8. M/s. Readers Associates Victoria Chamber No. I, P.B. 7485, Abdullah Haroon Road, Karachi.
9. M/s. Supper Law Books Supplies, 15-A, Nelsons Chamber, Hasrat Mohani Road, Karachi.
10. Executive Updating Service, D-T, 24, Block 18, Federal 'B' Area, P.O. Box No. 13708, Karachi 75950. Phone No. 631 8699, Fax No. 631 0276.
11. M/s. Indus Publications, 25-Fareed Chambers, Abdullah Haroon Road, Karachi.
12. M/s. Iqbal Book Depot, Books Export House, Near St. Joseph Girls College, Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi.
13. M/s. Your Stores, 22-New Memon Masjid, M.A. Jinnah Road, Karachi.
14. M/s. Central Store, 24-New Memon Masjid, M.A. Jinnah Road, Karachi.
15. M/s. Kashif Book & Stationery Centre, 3-B, Block-A, U.K. Square Shahrah-e-Pakistan, 16-Federal B. Area, Karachi.
16. M/s. Muslim Book World C-1/14 Al-Ahram Square, 3rd Floor, Block G, North Nazimabad, Post Box 10858 (Hyderi), Karachi.

QUETTA

17. Kalat Publishers Book Sellers, Rustamji Lane, Jinnah Road, Quetta.

SUKKUR

18. Ajaib Store, Ajaib Manzil, Frere Road, Sukkur.

MULTAN

19. M/s. Multan Chamber of Commerce & Industries, Katchery Road, Multan.

VEHARI

20. M/s. Rahmat Printing Services, Ahata Shah Nawaz, Mandi Burewala, District Vehari.

FAISALABAD

21. M/s. S. Maula Buksh Abdul Aziz, 14-Cooperative Bank Chamber, Rail Bazar, P.O. Box-104, Faisalabad.

LAHORE

22. Mirza Book Agency, 65-Shahrah-e-Quaid-e-Azam, P.O. Box No. 729, Lahore.
23. M/s. Mansoor Book House, Kutchery Road, Lahore.
24. M/s. Islamic Service, 40-A, Urdu Bazar, P.O. Box No. 1493, Lahore.
25. M/s. Kausar Brothers, I-Turner Road, Near High Court, Lahore.
26. M/s. People's Publishing House, 4-Begum Road, P.O. Box No. 862, Lahore.
27. M/s. Publishers United (Ltd.) P.O. Box No. 1689, 176-Anarkali, Lahore.
28. M/s. Punjab Religious Book Society, Anarkali, Lahore.
29. M/s. Premier Book House, Shaheen Market, Anarkali, P.O. Box No. 1888, Lahore.
30. M/s. Ghulam Mohy-ud-Din & Brothers, Pakistan Law Journal (Stall in Lahore High Court) Mohammadi Park, Mohammadi Road, Lahore.
31. M/s. Vanguard Books Ltd., 8-Davis Road, Lahore.
32. M/s. All Pakistan Legal Decisions, Nabha Road, Lahore.
33. M/s. Book Centre Liberty Market, Gulberg, Lahore.
34. M/s. Multi Line Books, Regal Chowk, Hall Road, Post Box No. 1268, Lahore.
35. M/s. Technical and Commercial Book Co., Chowk Dalgran, 128-Railway Road, Lahore.

RAWALPINDI

36. M/s. Federal Law, House H/136 Murree Road, Committee Chowk, Rawalpindi.
37. M/s. American Book Company, Bank Road, Rawalpindi.

ISLAMABAD

38. M/s. Fatherland International (Pvt.) (Ltd.) 31-Javid Plaza, Blue Area, Islamabad.
39. M/s. Al-Aziz Corporation, 27-T&T Centre, G-8/4, Islamabad.
40. M/s. Maktabah Abdiya, Shop No. 10, Block No. 19, Markaz G-9, Islamabad.
41. M/s. London Book House, Kohsar Market, Islamabad.
42. M/s. The Golden Information Bureau, Plot No. 78, I&T Centre, G-8/1, Islamabad.

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI

Volume VI *Price : Rs. 11.00* **SP. VI (5)/94**
No. 5 **180**